عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۳ | ۲۰ تا ۲۶/ جمادی الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۹ تا ۱۵/ جولائی ۲۰۰۴ء | شمارہ: ۷

محبت الٰہی کی علامات

نوعِ انسانی کے نام

عربوں کے عالمگیر اثرات

مفتی نظام الدین شامزئی
اخلاق و کردار کے آئینہ میں

Email: editorkn@yahoo.com Website: http://www.khatme-nubuwwat.org http://www.khatm-e-nubuwwat.c

آپ کے مسائل

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

بیٹھ کر اذان دینا خلاف سنت ہے:

س:...... کیا بیٹھ کر اذان دی جاسکتی ہے؟

ج:...... بیٹھ کر اذان کہنا خلاف سنت اور مکروہ تحریمی ہے، ایسی اذان کا اعادہ مستحب ہے۔

اذان میں اضافہ:

س:...... کیا اذان کے ساتھ پہلے یا بعد میں کچھ کلمات کا اضافہ کرنے سے اذان شریعت کے مطابق ہوجاتی ہے؟

ج:...... شرعی اذان تو وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ منقول ہے۔ اس میں مزید کلمات کا اضافہ جائز نہیں اور اضافہ کے بعد وہ شرعی اذان نہیں رہے گی بلکہ ایک نئے دین کی نئی اذان بن جائے گی۔

اذان کا صحیح تلفظ:

س:...... اذان میں لوگ ''اشہد'' میں ''ہا'' کو ادا نہیں کرتے ''حی علی الصلوٰۃ'' میں ''ح'' کو ادا نہیں کرتے ''اشہد ان محمد رسول اللہ'' میں ''ان'' میں ''ن'' کے بعد الف کھینچتے ہیں۔ ''قد قامت الصلوٰۃ'' میں بڑا قاف کی جگہ چھوٹا کاف پڑھتے ہیں۔ یہ عام عمل ہے، صحیح مسئلہ کی وضاحت فرما کر ممنون فرمائیں۔

ج:...... یہ غلطیاں سنگین ہیں۔ ان کی اصلاح ہونی چاہئے۔ ''ان'' کے ساتھ الف پڑھنے سے معنی بالکل ہی بدل جاتے ہیں۔

اذان کے فوراً بعد گھر پر نماز پڑھنا:

س:...... نمازی اگر اکیلا گھر پر نماز پڑھنا چاہتا ہے تو اذان ہوتے ہی نماز کا وقت ہوجاتا ہے یا نہیں؟ اذان کے کتنے وقفے کے بعد نماز شروع کی جائے؟ اس طرح تو وہ نمازی مساجد میں نماز ادا ہونے سے پہلے ہی نماز پڑھ لے گا۔ ایسا کوئی ضروری حکم تو نہیں ہے کہ اذان کے کچھ وقفے کے بعد نماز شروع کی جائے یا کہ جیسے ہی اذان ختم ہو نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

ج:...... گھر میں اکیلے نماز پڑھنا عورتوں کے علاوہ صرف معذور لوگوں کے لئے جائز ہے۔ بغیر عذر کے مسجد کی جماعت کا ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ اگر اس بات کا اطمینان ہو کہ اذان وقت سے پہلے نہیں ہوئی تو گھر میں نماز پڑھنے والا اذان کے فوراً بعد نماز پڑھ سکتا ہے بلکہ اگر وقت ہوچکا ہو اور اس کو وقت ہوجانے کا پورا اطمینان ہو تو اذان سے پہلے بھی پڑھ سکتا ہے جبکہ اذان وقت ہونے کے کچھ دیر بعد ہوتی ہو۔

نماز فجر سرخی کے وقت پڑھنا:

س:...... نماز فجر آخیر وقت میں جبکہ اچھی طرح روشنی ہونے لگے کہ مشرق کی طرف سرخی نظر آئے، پڑھنا اور پڑھانا جائز ہے یا ناجائز؟

ج:...... فجر کی نماز سورج نکلنے سے پہلے بلا کراہت جائز ہے، مگر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نماز فجر ایسے وقت پڑھنا افضل ہے کہ سورج نکلنے سے پہلے ایک جماعت سنت کے مطابق اور کرائی جاسکے۔

صبح صادق سے طلوع آفتاب تک نفل نماز ممنوع ہے:

س:...... نماز فجر کی دو رکعت سنت ادا کرنے کے بعد اگر جماعت میں کچھ یا زیادہ وقت باقی ہو تو کچھ لوگ مسجد میں نوافل وغیرہ جن کی تعداد مقرر نہیں صرف وقت پورا ہونے تک ادا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کیا فجر کی نماز کی سنت اور فرض کے درمیان دیگر نفل نمازوں کی ادائیگی کا یہ طریقہ صحیح ہے؟

ج:...... صبح صادق کے بعد فجر کی سنتوں کے علاوہ اور نفل پڑھنا ممنوع ہے۔ قضا نماز پڑھ سکتے ہیں مگر وہ بھی لوگوں کے سامنے نہ پڑھیں۔

نماز اشراق کا وقت کب شروع ہوتا ہے:

س:...... ہماری مسجد میں اکثر اشراق کی نماز کے وقت پر جھگڑا ہوتا ہے۔ بعض حضرات سورج نکلنے کے پانچ منٹ بعد نماز پڑھ لیتے ہیں جبکہ بعض اعتراض کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ پورا سورج پندرہ منٹ بعد نکلتا ہے، اس لئے پورے پندرہ منٹ بعد نماز کا وقت ہوتا ہے۔ آپ فرمائیں کہ اشراق کی نماز کا وقت سورج نکلنے کے کتنی دیر بعد شروع ہوتا ہے؟ اور کب تک رہتا ہے؟

ج:...... سورج نکلنے کے بعد جب تک دھوپ زرد رہے نماز مکروہ ہے، اور دھوپ کی زردی کا وقت مختلف موسموں میں کم و بیش ہوسکتا ہے، عام موسموں میں پندرہ بیس منٹ میں (زردی) ختم ہوتی ہے، اس لئے اتنا وقفہ ضروری ہے۔ جو لوگ پانچ منٹ بعد نماز شروع کردیتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں۔ البتہ بعض موسموں میں دس منٹ بعد زردی ختم ہوجاتی ہے۔ پس اصل مدار زردی کے ختم ہونے پر ہے۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

سرپرست اعلیٰ

حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہٗ

سرپرست

حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہم

جلد:۲۳ شمارہ:۷ ۲۰تا۲۶/جمادی الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۹تا۱۵/جولائی ۲۰۰۴ء

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اکرم طوفانی
مدیر: مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا بشیر احمد
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد کرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ		4
محبت الٰہی کی علامات	(مولانا محمد یوسف)	6
نوع انسانی کے نام	(مولانا محمد خالد ندوی)	8
اسلامی معاشرہ میں عورت کا مقام	(حکیم محمد احمد بیگ)	13
حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت حسن بصریؒ	(مفتی سید عبدالشکور ترمذیؒ)	15
عربوں کے عالمگیر اثرات	(ڈاکٹر محمد احتشام احمد)	19
گلشن بنوری کا درخشندہ ستارہ	(مولانا محمد طیب فاروقی)	21
قادیانیوں کو دعوت غور و فکر	(حافظ منظور احمد مہر)	23
اخبار عالم پر ایک نظر		25

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔

یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲، فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

دفتر ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوۃ

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانیوں کی جانب سے قرآن مجید کے سرائیکی تراجم کی تقسیم

اخباری اطلاعات کے مطابق قادیانیوں نے قرآن مجید کے سرائیکی تراجم سرائیکی زبان بولنے والے علاقوں میں تقسیم کیے ہیں۔ ان اطلاعات کے مطابق ان تراجم میں قرآن مجید کی آیات کا غلط ترجمہ پیش کیا گیا ہے جس میں عقیدۂ ختم نبوت کے بارے میں غلط ریمارکس دیے گئے ہیں، مسلمانوں کو جہاد سے متنفر کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور قادیانیت کی تبلیغ کر کے اسے اصل اسلام قرار دیا گیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق جن علاقوں میں یہ تراجم تقسیم کیے گئے ہیں وہاں کے علمائے کرام اور عام مسلمانوں میں اس واقعہ کے خلاف شدید ردعمل پایا جاتا ہے۔ ان علمائے کرام اور عوام الناس نے ان تراجم کی جلدیں ضبط کرنے اور ان کی اشاعت و تقسیم کے مرتکب افراد کو گرفتار کر کے سخت سزا دینے کا مطالبہ کیا ہے۔

قادیانیوں کی یہ حرکتیں آئین اور قانون کی صریح خلاف ورزی ہیں۔ انہوں نے آئین اور قانون کو کھلونا بنا رکھا ہے جس سے وہ جب چاہتے ہیں کھیلنا شروع کر دیتے ہیں۔ قرآن مجید کے غلط ترجمے کرنا تحریف قرآن کے زمرے میں آتا ہے۔ قادیانیوں کی بدبختی کی ایک دلیل یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کے کلام کے ساتھ وہ کچھ کیا ہے جو یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنی مقدس کتابوں کے ساتھ کیا تھا، یعنی انہیں تبدیل کر کے رکھ دیا تھا اور ان کی من مانی تشریحات کی تھیں۔ قادیانیت کی داغ بیل اسی لئے ڈالی گئی تھی تاکہ اس کے ذریعہ اسلام کو ختم کیا جا سکے۔ اس کام کے لئے مرزا قادیانی نے اسلام کے متفقہ عقائد بالخصوص عقیدۂ ختم نبوت پر ضرب لگائی، جہاد کا انکار کیا، اسلام کو ''مردہ اسلام'' اور قادیانیت کو ''زندہ اسلام'' قرار دیا، حیات مسیح کا انکار کیا اور خود کو مہدی اور مسیح قرار دیا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اپنے آپ کو ''محمد رسول اللہ'' قرار دیا (نعوذ باللہ)۔ اللہ کا کلام سچ اور جھوٹ کا فیصلہ کر دیتا ہے۔ مرزا قادیانی نے عقیدۂ ختم نبوت کا انکار کیا لیکن قرآن مجید نے ختم نبوت کا اقرار کرتے ہوئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا، مرزا قادیانی نے جہاد کا انکار کیا لیکن قرآن مجید جہاد کا اثبات کرتا ہے، مرزا قادیانی نے اسلام کو مردہ اسلام قرار دیا اور قادیانیت کو زندہ اسلام قرار دیا لیکن قرآن مجید اسلام کو قیامت تک کے لئے اللہ کا پسندیدہ دین قرار دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں قادیانیت سمیت ہر مذہب کی نفی کرتا ہے، مرزا قادیانی حیات مسیح کا انکار کرتا ہے، لیکن قرآن مجید حیات مسیح کا اقرار کرتا ہے اور ان کی اس وقت آسمانوں پر زندہ موجودگی کی وضاحت کرتا ہے، مرزا قادیانی اپنے آپ کو مسیح کہتا ہے لیکن قرآن مجید کہتا ہے کہ مسیح صرف وہی ہیں جو حضرت مریم کی اولاد ہیں یعنی عیسیٰ بن مریم۔ ظاہر ہے کہ قادیانیوں کو قرآن مجید کی حقانیت ایک آنکھ نہ بھائی، اس لئے اپنے قیام سے لے کر آج تک قادیانی گروہ کے مختلف افراد نے قرآن مجید کے مختلف تحریفی تراجم کیے جنہیں قادیانی جماعت نے سرکاری خرچے پر چھاپ کر انہیں تقسیم کر کے فتنہ پھیلانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے مقاصد کے حصول میں ناکام رہے۔ قرآن مجید کے سرائیکی تراجم کی حالیہ اشاعت و تقسیم بھی قادیانیوں کی ایک ایسی ہی کوشش ہے جس کا نتیجہ بھی سابقہ نتائج کی طرح نکلے گا اور اس کے ذریعہ عوام الناس میں ان کے خلاف مزید اشتعال پھیلے گا۔ قادیانیوں کو چاہئے کہ وہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھیلنا بند کر دیں۔ قرآن مجید کے تحریف پر مبنی تراجم کی نشر و اشاعت ایک ایسا فعل ہے جس پر وہ دنیا و آخرت دونوں جگہ عذاب کے مستحق ٹھہریں گے۔ انہیں چاہئے کہ وہ اپنی ایسی اوچھی اور ناپاک حرکتیں فی الفور ترک کر دیں ورنہ ان کے خلاف ایسی مہم چلے گی جو قادیانیت کے منطقی انجام تک پہنچنے تک جاری رہے گی۔ اس موقع پر ہم حکومت سے یہ کہنا چاہیں گے کہ وہ قادیانی سرگرمیوں کو لگام دے ورنہ قادیانی فتنہ بہتوں کے اقتدار کو ٹھیک اسی طرح لے ڈوبے گا جس طرح وہ ماضی میں بعض حکمرانوں کے اقتدار کو لے ڈوبا تھا۔ قادیانیت کی حمایت حکمرانوں کو ترک کرنی پڑے گی اور انہیں ہر قیمت پر امت مسلمہ کا ساتھ دینا ہوگا۔ ہم حکومت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ فوری طور پر قرآن مجید کے قادیانیوں کی جانب سے

کئے گئے سرائیکی زبان کے تراجم کے ساتھ ساتھ تمام قادیانی لٹریچر کو ضبط کرے اور آئندہ کے لئے ان کی نشر و اشاعت پر مکمل پابندی عائد کرے اور جو لوگ اس فعل کے مرتکب ہو چکے ہیں انہیں فی الفور گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی رحلت فرما گئے

ممتاز عالم دین مولانا منظور احمد چنیوٹی علالت کے بعد شریف سٹی کمپلیکس لاہور میں انتقال کر گئے۔ مرحوم کی عمر ۷۵ سال تھی۔ ان کی نماز جنازہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت اقدس سید نفیس شاہ الحسینی دامت برکاتہم العالیہ نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں علمائے کرام اور سیاسی و سماجی شخصیات نے شرکت کی۔ مرحوم کے پسماندگان میں چار بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ مرحوم سیاست میں بھی حصہ لیتے رہے اور تین مرتبہ ممبر پنجاب اسمبلی منتخب ہوئے۔ قادیانیت کے خلاف انہوں نے بہترین جدوجہد کی۔ ردّ قادیانیت کے موضوع پر ان کی بعض کتب بھی موجود ہیں۔ مرحوم ۴۵ سال تک چنیوٹ کی جامع مسجد صدیق اکبر میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ مولانا مرحوم نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں بھی حصہ لیا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک کے دوران وہ ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں چھ ماہ قید رہے۔ تحفظ ختم نبوت و ناموس رسالتؐ کے لئے ان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ انہوں نے احسن طریقہ سے اندرون و بیرون ملک مسئلہ ختم نبوت کی وضاحت و ترجمانی کی اور عقیدۂ ختم نبوت پر قادیانیوں کے اعتراضات کا پردہ چاک کیا۔ مجموعی طور پر ان کی زندگی تحفظ ختم نبوت سے عبارت تھی۔ وہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا درد رکھتے تھے اور اس کے لئے عملی جدوجہد کے قائل تھے۔ انہوں نے مرزائی جماعت کے لیڈروں کو مباہلے کے چیلنج دیئے۔ انہوں نے دسمبر ۱۹۹۸ء میں بحیثیت ممبر پنجاب اسمبلی یہ تجویز دی تھی کہ ربوہ کا نام تبدیل کر کے نواں قادیان رکھ دیا جائے لیکن پنجاب اسمبلی نے ان کے تجویز کردہ نام کو ناپسندیدہ خیال کرتے ہوئے ربوہ کا نام چناب نگر رکھ دیا۔ مرحوم قریباً نصف صدی تک دینی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ نائب امیر حضرت اقدس سید نفیس شاہ الحسینی دامت برکاتہم العالیہ ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا بشیر احمد، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا خدا بخش شجاع آبادی اور دیگر جماعتی زعماء و کارکنان نے مولانا منظور احمد چنیوٹی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے اسے ایک عظیم نقصان قرار دیا ہے اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت و بلندی درجات کرتے ہوئے پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی ہے۔ ادارہ مرحوم کے تمام پسماندگان و متعلقین سے اظہار تعزیت کرتا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ مولانا مرحوم کے متعلقین ان کے مشن کو جاری رکھیں گے اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے سدباب کے لئے اپنی تمام صلاحیتیں وقف کر دیں گے۔

ضروری اعلان

ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کئے جا چکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی بذریعہ منی آرڈر، چیک یا ڈرافٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ پنجاب کے بعض علاقوں سے یہ شکایات موصول ہو رہی ہیں کہ پوسٹ مین اضافی چارج وصول کرتے ہیں جبکہ ہفت روزہ ختم نبوت رجسٹرڈ رسالہ ہے جسے پاکستان پوسٹ آفس کی جانب سے ڈاک کے رعایتی نرخ یعنی ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ کی سہولت حاصل ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ رسالہ پر ایک روپے کا ڈاک ٹکٹ لگے ہونے کی صورت میں کسی قسم کا اضافی چارج ڈاکیہ کو ہرگز نہ دیا جائے۔

نوٹ: خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

محبتِ الٰہی کی علامات

مولانا محمد یوسف

محبت الٰہی تصوف و سلوک کے بلند ترین مقامات میں سے ہے‘ یعنی بندے کو اللہ تعالیٰ سے ایسی محبت اور سچا تعلق ہو جائے کہ وہ اپنے رب کے سوا ہر چیز سے یکسو اور کٹ کر اللہ رب العالمین ہی کا ہو جائے‘ زندگی کے ہر لمحے اور مرحلے میں اس کی خوشنودی پیش نظر رہے‘ اس کی نافرمانی اور اس کے حکم سے روگردانی کا تصور بھی ناقابل برداشت ہو‘ محبوب حقیقی کے ہر فرمان کو ایسے جوش و مستی اور نشاط کی کیفیت سے سرشار ہو کر پورا کرے کہ دنیا ہی میں جنت کا مزہ محسوس ہونے لگے۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان مخلص بندوں کو یہ مقام عطا کیا جاتا ہے جن پر اس کا خصوصی فضل متوجہ ہوتا ہے‘ چنانچہ سورۃ مائدہ میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”یحبھم ویحبونہ“ یعنی اس پاک ذات کو ان سے اور بندوں کو اس سے محبت ہے‘ پھر فرماتے ہیں: ”ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء“ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے‘ جس کو چاہتے ہیں یہ نعمت دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے یہ خوش نصیب بندے فقر و فاقہ‘ ناموافق حالات اور مصائب و آفات میں بھی اس رشتہ محبت اور عشق و انس کے تعلق کو باقی رکھ کر اپنی محبت کے سچا ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے سچی محبت کس کو ہے؟ یہ کس طرح معلوم کیا جائے؟ درج ذیل علامات کو پڑھئے اور غور کیجئے کہ ہم اور آپ اس معیار پر کس حد تک پورا اترتے ہیں؟

کثرت ذکر علامت محبت ہے:

سچی محبت کی ایک نشانی یہ ہے کہ محبوب کو کثرت سے یاد کرے‘ اللہ جل شانہ کا ذکر خوب کثرت سے کرنا‘ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بندے کو حق تعالیٰ شانہ سے محبت ہے اور حق تعالیٰ شانہ کو اس بندے سے پیار ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی افضل ترین نعمت ہے کہ بندے کو توفیق ذکر حاصل ہو جائے‘ ذکر الٰہی قرب خداوندی کا اعلیٰ اور آسان ترین راستہ ہے‘ چنانچہ ارشاد نبوی ہے: ”مفردین سبقت لے گئے‘ پوچھا گیا مفردین کون ہیں؟ فرمایا کہ ذکر اللہ کے شیدائی۔“

حب لقاء:

محبوب کا وصال اور اس کی ملاقات ہر سچی محبت کرنے والے کی دیرینہ خواہش ہوتی ہے۔ اللہ کے نیک بندے اپنے محبوب حقیقی سے ملاقات اور اس کے یہاں حاضری کی ہر وقت تڑپ رکھتے ہیں‘ موت ان کو زندگی سے زیادہ محبوب ہوتی ہے‘ کیونکہ ان کو یہ بات معلوم ہے کہ اللہ جل شانہ کا دیدار اس کے بغیر ممکن نہیں‘ اس لئے وہ ہر وقت اس مبارک لمحے کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھتے ہیں کہ کیا خبر کب سچے معشوق کا بلاوا آجائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”جو شخص اللہ جل شانہ سے ملاقات چاہتا ہے‘ اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند فرماتے ہیں۔“ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”موت کو صرف شک کرنے والا ہی ناپسندیدہ سمجھتا ہے (یعنی وہ شخص ایمان اور محبت خداوندی میں کمزور ہے)۔“

خواہشات نفسانی کی مخالفت:

جب ایمان دل میں پیوست ہو جاتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ کی محبت بھی دل میں جڑ پکڑ لیتی ہے‘ جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ ناجائز خواہشات سے نفرت ہو جاتی ہے‘ گناہ کے تقاضوں کو دبانا آسان ہو جاتا ہے اور نفس و شیطان کے مقابلے میں کامیابی حاصل ہوتی ہے‘ حق تعالیٰ شانہ کا یہ جانثار بندہ اپنی ہر خواہش پر اللہ تعالیٰ کی چاہت کو ترجیح دیتا ہے‘ اس کی پسند اور ارادہ اللہ جل شانہ کی پسند و ارادے میں تحلیل ہو جاتا ہے‘ پھر وہ اسی کو چاہتا ہے جس کو اس کا رب چاہتا ہے اور جو اس کے رب کو ناپسند ہے وہ اس کو بھی ناپسند ہوتا ہے۔

کلام الٰہی سے محبت:

عاشق صادق کو اپنے معشوق کی گفتار اور اس کی ایک ایک بات میں مزہ آتا ہے۔ محبین خدا بھی

کلام الٰہی سے سچا عشق رکھتے ہیں' قرآن کریم کی تلاوت ان کا محبوب مشغلہ ہوتا ہے' وہ وارفتگی و محبت میں کبھی اس کو دیکھتے ہیں' کبھی بے ساختہ چومتے ہیں اور اپنے سینہ سے لگاتے ہیں' وہ جانتے ہیں کہ یہ اس خوبیوں والی ذات کا ایسا کلام ہے جس کی حلاوت اور چاشنی کے مقابلے میں دنیا کی ساری لذتیں ہیچ ہیں' وہ جب رات کے پچھلے پہر اپنے محبوب کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو کر اس کی تلاوت کرتے ہیں تو ان کی دن بھر کی تکان دور ہو جاتی ہے' اس پر کیف عمل کے ذریعے وہ مقام قرب میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔

جان و مال کی قربانی:

محبوب کی خاطر جان و مال کی قربانی ہر سچے عاشق کی آرزو ہوتی ہے عاشقین خدا کا مقصود و مطلوب صرف حق جل شانہ کی ذات ہوتی ہے' اس لئے ہر وہ چیز جو قرب خداوندی میں رکاوٹ ہو ان پر گراں گزرتی ہے' ان سے جب بھی کوئی بھاری قربانی دینے کا مطالبہ ہوا تو انہوں نے اس حکم کی تعمیل میں لمحہ بھر کی سستی نہیں کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی زندگی کے حالات اس بات کا سچا ثبوت ہیں' بعض مشائخ آیت قرآنی: "و تبتل الیہ تبتیلا" کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو بھی چیز تجھے خدا سے روکے اسے کاٹ کر الگ کر دے' اور اس سے جدا ہو جا۔ اپنی من پسند چیزوں اور من بھاتے لوگوں سے دلی تعلق توڑے بغیر محبت خداوندی کا دعویٰ سچا نہیں' عاشقین خدا کی ساری زندگی قربانیوں سے بھری پڑی ہے' کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ:

"ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ۔"

یعنی ان کا محبوب ان سے ان کی جان و مال کا سودا جنت کے عوض ان کی پیدائش سے پہلے ہی کر چکا ہے۔

عشق و وفا کی راہ پر چلنا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں' اس کے لئے بڑے حوصلہ اور ہمت کی ضرورت ہے۔

نماز تہجد:

تہجد میں طویل عبادت کرنا بھی حق تعالیٰ شانہ سے سچی محبت کی علامت ہے۔ بعض کتابوں میں منقول ہے کہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں: ''جس نے میری محبت کا دعویٰ کیا مگر جب رات چھا گئی تو مجھ سے غافل ہو کر سو گیا' اس نے (دعویٰ محبت میں) جھوٹ بولا۔'' سچے عاشقین خدا کو ہمیشہ رات کے اندھیروں سے انس رہا ہے' وہ رات کی تنہائی میں اپنے محبوب کے ساتھ راز و نیاز کے مزے لوٹتے ہیں۔

اہل محبت کو غیر اللہ میں سکون نہیں ملتا:

سچی محبت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ محب کو محبوب کے سوا کہیں سکون نہیں ملتا۔ عارفین اہل اللہ بھی اس کو محبت خداوندی میں خیانت قرار دیتے ہیں' ان کے دل کا چین' آنکھوں کا سرور اور جسم کی راحت اپنے محبوب حقیقی سے وابستہ ہے۔

محبت الٰہی کی چند مزید علامات:

اللہ جل شانہ کے سامنے ہمہ وقت فریاد کرنا اور لجاجت کے ساتھ گڑگڑانا' اس کے احسانات اور اس کی نعمتوں کو سوچتے رہنا' اس کی قدرت کے عجائبات پر غور کرتے رہنا' ہر حال میں اس کی تعریف اور اس کا شکر ادا کرتے رہنا' آزمائشوں اور تکالیف پر صبر کرنا۔

سچی محبت کرنے والا کون ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک مرتبہ عبادت گزاروں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے جو عبادت کی کثرت کی وجہ سے کمزور اور بوسیدہ لکڑی کی طرح ہو چکے تھے' ان سے پوچھا کہ تم کس وجہ سے اتنی عبادت کرتے ہو؟ انہوں نے کہا دوزخ کی آگ کے خوف سے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ برحق ہے پر جس چیز سے تم ڈرتے ہو' اس سے تمہیں بچائے' آگے دوسرے گروہ کے پاس سے گزرے جو ان سے بھی زیادہ عبادت گزار تھا' ان سے فرمایا: تم نے کس وجہ سے عبادت کی؟ انہوں نے عرض کیا کہ جنت کے شوق اور اس کی امید پر۔ فرمایا: اللہ کے ذمہ ہے کہ جس کی تم نے امید رکھی وہ تمہیں عطا کرے' پھر ایک اور عبادت گزار جماعت کے پاس سے گزرے' پوچھا: تم کون ہو؟ وہ کہنے لگے: ہم اللہ سے محبت کرنے والے ہیں' ہم نہ اس کی آگ کے ڈر سے اس کی عبادت کرتے ہیں' نہ اس کی جنت کی امید پر بلکہ اس کی محبت و جلال کے باعث اس کی عبادت کرتے ہیں' تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تم واقعی اللہ کے اولیا ہو' مجھے تمہارے ساتھ بیٹھنے کا حکم دیا گیا ہے' پھر آپ ان میں تشریف فرما ہو گئے۔ اللہ جل شانہ ہم سب کو اپنی ذات کی سچی محبت عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

نوعِ انسانی کے نام

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی شخصیت بیسویں صدی کی عہد آفریں‘ تاریخ ساز شخصیت تھی‘ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت والا نور اللہ مرقدہ‘ کو جن صفات عالیہ اور فضائل حمیدہ کے ساتھ ملی درد و کرب عطا فرمایا تھا وہ مجددین اسلام کا حصہ رہا ہے۔ حضرتؒ کی زندگی میں علمی آفاقیت‘ فکری گیرائی و گہرائی اور وسعتِ نظری کے ساتھ اعتدال و توازن‘ بے مثال تھا‘ وہ ایک علمی خانوادے کے فرد تھے‘ قلم و قرطاس اور مسندِ درس و ارشاد کا میدان ان کے لئے کافی تھا‘ لیکن آپ کے لئے فیصلۂ خداوندی اس کے علاوہ بھی تھا‘ وہ یقیناً درس و ارشاد کے بحر بیکراں کے مایہ ناز شناور تھے‘ لیکن ملی حمیت و غیرت نے انہیں سراپا اضطراب بنا دیا تھا۔ چنانچہ یہی وہ سوز تھا جو خونِ جگر کو نچوڑ کر فکر کو مہمیز دیتا اور علمی و عملی رہنمائی کے میدان میں نقش تمام اور حسن دوام کے بیل بوٹے لہلہا اٹھتے تھے‘ پیرانہ سالی اور ضعف و نقاہت کے زمانہ میں بھی ملی درد و غم کو محسوس کرتے اور اس کے ازالے کی کوشش فرماتے۔ امت اسلامیہ کو باوقار زندگی دلانے اور شاہراہ ترقی پر گامزن کرنے کی فکر اور اس کے لئے انتھک کوشش صرف وقتی یا عارضی نہ ہوتی تھی‘ بلکہ اس کو اپنے اوپر طاری فرما لیا تھا‘ کبھی کبھی بڑے درد کے ساتھ یہ شعر پڑھتے:

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

اور بارہا یہ شعر بھی وردِ زبان رہتا:

نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر
عشق ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر

ملت کی ناخدائی کے لئے اللہ عزوجل نے وہ فکر رسا اور قلب مجلیٰ عطا فرمایا تھا جو محض توفیق الٰہی سے برگزیدہ بندوں ہی کو ملا کرتا ہے:

مولانا محمد خالد ندوی

مثل خورشید سحر فکر کی تابانی میں
شمع محفل کی طرح سب سے جدا سب کا رفیق

موجودہ دور کی خرابیاں آپ کے سامنے تھیں‘ معاشرہ کی گرتی ہوئی قدریں ہر صاحب فکر کو مضطرب و بے قرار کئے ہوئے تھیں‘ انسانیت دم توڑ رہی تھی‘ وفاؤں کا خون ہو رہا تھا‘ جفائیں برسر پیکار‘ ظلم و تعدی‘ عصیان و تمرد کی گرم بازاری تھی۔ مظلوموں کی آہیں اور کراہیں‘ تخت و تاج اور نخوت و پندار کے شیدائیوں کی دہلیز تک نہ پہنچتی تھیں‘ لہٰذا ضرورت تھی کہ ایک مرد مومن سامنے آئے اور اس کا مداوا کرے‘ عملی اقدام کے ذریعے آنے والوں کے لئے ایسی کہر آلود فضا میں کام کرنے کا حوصلہ دے جائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کو اسکی توفیق ارزانی فرمائی اور آپ نے سماج کی ڈوبتی ہوئی نبض کو زندگی کی حرارت عطا کرنے کے لئے جدوجہد شروع کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا:

”نہ صرف ہندوستان بلکہ اس موجودہ دور اور عالم انسانی کی ایک اہم ضرورت یہ ہے کہ اغراض و تعصبات‘ قوم پرستی اور سیاسی مقاصد سے بالکل آزاد اور بے تعلق ہو کر عام انسانوں کے سامنے وہ حقیقتیں رکھی جائیں‘ جن پر انسانیت کی نجات اور سلامتی موقوف ہے اور جن کو نظر انداز کر کے ہمارا یہ پورا تمدن اور پوری انسانی سوسائٹی اس وقت سخت خطرہ سے دوچار ہے اور موت و زیست کی کشمکش میں گرفتار ہے۔

یہ حقیقتیں اپنے اپنے زمانے میں پیغمبروں نے بیان کی تھیں اور ان کے لئے سخت جدوجہد کی تھی‘ یہ حقیقتیں اب بھی زندہ ہیں لیکن سیاسی تحریکوں‘ مادی تنظیموں اور قومی خودغرضیوں نے گرد و غبار کا ایک ایسا طوفان کھڑا کر دیا ہے‘

کہ یہ روشن حقیقتیں ان کی اوٹ میں اوجھل ہوگئی ہیں لیکن انسانی ضمیر ابھی مردہ اور انسانی ذہن ابھی مفلوج و معطل نہیں ہوا ہے' اگر پوری بے غرضی اور پورے خلوص اور یقین کے ساتھ ان حقیقتوں کو عام فہم زبان اور دلنشیں انداز میں بیان کیا جائے تو یہ انسانی ضمیر اور ذہن اپنا کام کرنے لگتا ہے اور بڑی گرم جوشی سے ان حقیقتوں کا استقبال کرتا ہے' اور بعض اوقات تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان تقریروں میں اس کے دل کی ترجمانی اور اس کے درد کا مداوا ہے۔''

(مقام انسانیت از مقدمہ)

جب کسی قومی افتاد' ملکی حوادث' اضطراب انگیزیوں کی وجہ سے ملکی فضا زہر آلود اور قہر ساماں بن جاتی ہے تو ایسے وقت میں اہل دانش کا فریضہ ہوتا ہے کہ وہ سامنے آئیں اور بلکتی سسکتی ہوئی انسانیت کے زخموں پر مرہم رکھیں لیکن آج ہمارے ملک بلکہ عالمی طور پر یہ بات محسوس کی جاتی ہے کہ اہل دانش کا طبقہ ایسے وقت مجرمانہ غفلت کا شکار نظر آتا ہے بلکہ اس کی چشم پوشی جرائم کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے' اس طبقہ کو مخاطب کرتے ہوئے جونپور کے ٹاؤن ہال میں ۲۱/ فروری ۱۹۵۵ء کو آپ نے فرمایا:

''آج کالجوں' تحقیقاتی اداروں' تجربہ گاہوں' تفریحی مراکز میں انسانی زندگی کی ہر حقیقی اور فرضی ضرورت کا انتظام کیا جارہا ہے' مگر ان آدمیوں کے بنانے کا کوئی انتظام نہیں سوچا جارہا ہے' جن کے لئے یہ سب انتظامات ہیں' کیا یہ سب تیاریاں ان انسانوں کے لئے ہیں جو سانپ بچھو بن کر زندگی گزاریں گے' جن کا مقصد زندگی بوالہوی اور عیش پرستی کے سوا کچھ نہیں؟ اس دور کے انسان نے ظلم اور جرم کو منظم کیا ہے' اور اس بارے میں وہ جانور سے بازی لے گیا' کیا کبھی سانپوں اور بچھوؤں اور جنگل کے شیروں اور بھیڑیوں نے انسانوں پر کوئی منظم اور متحد حملہ کیا ہے؟ لیکن انسان اپنے جیسے انسانوں کو فنا کرنے کے لئے تنظیمیں اور ادارے قائم کرتا ہے اور پوری دنیا کو تباہ کردینے کی اسکیمیں بناتا ہے' اس وقت افراد کی تربیت' سیرت کی تعمیر اور انسانیت کی صفات اور اخلاق پیدا کرنے کی طرف سے مجرمانہ غفلت برتی جارہی ہے' یہی کام سب سے غیر اہم سمجھا گیا' مشین ڈھالنے کی کتنی فیکٹریاں ہیں' کاغذ بنانے کے کتنے کارخانے ہیں' کپڑے بننے کی کتنی ملیں ہیں' مگر حقیقی انسان بنانے کا بھی کوئی ادارہ' کوئی تربیت گاہ ہے؟ آپ کہیں گے یہ تعلیم گاہیں' کالج اور یونیورسٹیاں! لیکن بے ادبی معاف! وہاں انسانیت کی تعمیر اور فرد کی تکمیل پر کتنی توجہ کی جاتی ہے؟ یورپ اور امریکہ نے کتنے روپے صرف اور کتنے بڑے ساز و سامان سے ایٹم بم بنایا' اگر اس کے بجائے ایک فرد کامل بناتا تو دنیا کے لئے کتنا مبارک ہوتا' لیکن اس طرف کسی کا ذہن نہیں جاتا۔

آج یورپ جس کے ہاتھ میں دنیا کی باگ ڈور ہے اور وہ انسانیت کا لیڈر بنا ہوا ہے' اس نے حیوانیت کے درجہ سے بھی ایک قدم آگے بڑھایا' اس نے انسان کا جداواتی تصور پیش کیا' وہ کہتا ہے کہ انسان روپیہ ڈھالنے کی مشین اور ایک کامیاب ٹکسال ہے' البتہ اس کے اندر خواہشات ہیں' لیکن سراسر حیوانی' کاش! کہ وہ انسان کو صرف ایک مشین ہی رہنے دیتا' جس کے اندر اپنی کوئی خواہش اور ارادہ نہیں' ستم بالائے ستم یہ ہے کہ وہ مشین بھی ہے اور خود غرض بھی اور مردم آزار بھی۔ اس مشینی دور میں لطیف انسانی جذبات و احساسات' انسان سے ہمدردی' دل کا گداز ڈھونڈے سے نہیں ملتا' اس ٹکسال میں کہیں خدا کا نام نہیں' اس کی یگی دل سوزی نہیں' نہ آنکھوں میں نمی ہے' نہ دل میں گرمی' نہ انسانیت کی لطافت ہے' نہ قلب و روح کی حرارت' حالانکہ جس دل میں محبت اور معرفت نہیں وہ انسان کا دل نہیں' پتھر کی سل ہے' جس آنکھ میں کبھی آنسو نہ آئے وہ انسان کی آنکھ

This image cannot currently be displayed.

وحشت کھائے‘ انسان‘ انسان سے ڈرے‘ یہ بڑے تعجب کی بات ہے‘ انسان شیروں سے ڈرے‘ انسان پھاڑ کر کھاجانے والے درندوں‘ سے ڈرے‘ لیکن انسان‘ انسان سے ڈرے؟ یہ بڑے خسارے بلکہ انسانی بقاء وتحفظ کے خلاف بات ہے۔

اس ملک کا امتیاز:

میرے بھائیو! یہی وہ ملک ہے جس کے پریم ومحبت کی داستان سرائی دوسرے ملکوں میں ہوتی تھی بلکہ آج بھی ہوتی ہے‘ میں ایک سیاح کی حیثیت سے بھی یہ کہتا ہوں اور مجھے بار بار یورپ‘ امریکہ اور دنیا کے مشہور ممالک میں جانے کا اتفاق ہوا ہے اور خود یہ میرا مشاہدہ بھی ہے کہ جب لوگ یہ جان جاتے ہیں کہ یہ ...... ہیں تو یہ سمجھتے ہوئے بڑی قدر واحترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ یہ وہ قوم ہے‘ اور یہ ایسے ملک کے رہنے والے ہیں‘ جس کے اندر اختلاط کا حسین مزاج ہے۔

یاد رکھئے! اگر معاملہ اس کے برعکس ہے تو میں آپ سے معذرت چاہتے ہوئے صاف صاف یہ کہتا ہوں اور کہوں گا کہ اس ملک کے لئے بھی خطرہ ہے۔ یاد رکھئے! تاریخ نے آج تک کسی کو نہیں بخشا‘ آپ رومۃ الکبریٰ کے زوال کی تاریخ پڑھئے‘ ان کے یہاں جب کھانے کے وقت روشنی کی ضرورت پڑتی تو قیدیوں کو دربار میں لا‘ لا کر جلایا جاتا اور جلنے کی وجہ سے ان کے جسم سے جو روشنی نکلتی‘ اس میں بیٹھ کر کھانا کھاتے‘ ایک دوسرے سے ہنسی مذاق کرتے۔ اپنی اپنی محفلیں سجاتے‘ ان کے بھیڑیوں کو آدمیوں کے ساتھ بھڑا دیا جاتا اور یہ کھڑے تماشہ دیکھتے ہیں۔

سلطنت فارس:

اسی طرح پرشین امپائر کے زوال کی تاریخ پڑھیں‘ یہ دنیا کے مختلف ملکوں کو فتح کرکے ہندوستان کے بارڈر تک آ پہنچا لیکن اخلاقی نہیں‘ ذہنی ودماغی عصبیت اور دوسروں کو اپنے سے کمتر اور حقیر سمجھنے کے تصور نے اس کے بھی ستارے کو غریب کردیا‘ بعینہ یہی حال آج یورپ اور ان ترقی یافتہ ملکوں کا ہے‘ جن کے یہاں اخلاق نام کی کوئی چیز نہیں‘ جو کسی حال میں اپنے اپنے سے بڑا کسی کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ قریب ہے کہ یہ بھی زوال واضمحلال کا شکار ہو‘ بلکہ اس کے آثار بھی نمایاں ہورہے ہیں......

تبدیلی کے لئے قربانی کی ضرورت ہے:

آج دنیا کے اندر بڑی بڑی مشینیں کام کررہی ہیں‘ لیکن صرف اخوت‘ بھائی چارگی‘ مساوات‘ ہمدردی‘ انسانیت کے ناطے ایک دوسرے پر مرمٹنے کے حسین جذبے کی ہی مشین اپنا کام نہیں کررہی ہے۔ آج اگر ساری مادی طاقتوں کے باوجود قوموں اور ملکوں میں اتحاد اور بھائی چارگی نہیں تو یاد رکھئے! میں صاف صاف کہتا ہوں کہ یہ ترقیات نہیں بلکہ ترقیات کے پردے میں تنزل وانحطاط ہے۔ علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے:

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم وپیچ میں الجھا ایسا
آج تک فیصلۂ نفع وضرر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

اسی طرح میں اس حقیقت کا بھی اعتراف کرتا ہوں کہ جس محبت و درد والے لوگ اس ملک ہندوستان میں پیدا ہوئے شاید کسی اور ملک میں پیدا نہ ہوئے ہوں۔ آپ مولانا ابوالکلام آزاد کی زندگی دیکھیں‘ آپ مولانا محمد علی جوہر کی زندگی کا جائزہ لیں‘ تو یہ بات آپ کو سمجھ میں آجائے گی کہ کسی ملک کی ترقی کے لئے کن کن عناصر کی ضرورت ہوتی ہے اور کن کن قربانیوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ (تعمیر حیات ۱۰/ جولائی ۱۹۹۹ء)

قربانیوں کی نوعیت:

ایک موقع پر قربانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ’’ہماری ہر قربانی کے لئے ہماری تاریخ میں ایک امام موجود ہے‘ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی قربانی کی عظمت کو ہمارے اچھے اچھے مؤرخ بعض مرتبہ سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں‘ لیکن حقیقت میں وہ قربانی بھی کسی قربانی سے کم نہیں کہ وہ نواسۂ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے‘ بڑے نواسے تھے‘ انصار علی کی تلواریں نیام سے ابھی باہر تھیں۔ اس وقت جو شخص بھی صورتحال کا جائزہ لیتا‘ وہ پیشنگوئی کرسکتا تھا کہ ابھی بڑی فوجی طاقت حضرت حسنؓ کے ساتھ ہے اور مسلمانوں کی جذباتی وابستگی بھی ان کے ساتھ ہے‘ ان کے ساتھ شرعی دلائل تھے‘ وہ نواسۂ رسول تھے‘ خلیفہ راشد تھے‘ ان کے ہاتھ پر بیعت ہوچکی تھی‘ انہوں نے دیکھا کہ یہ کشمکش بے نتیجہ ثابت ہوئی‘ اور میرے جلیل القدر والد کی توانائیوں کا بڑا حصہ اس میں صرف ہوگیا‘ ان کا یہ اجتہاد تھا کہ انہوں نے خلافت سے کنارہ کشی اختیار کی۔

ایک قربانی وہ ہے جو ان کے بعد ان کے عظیم المرتبت بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کے مقابلہ میں دی' ایک اجتہاد ان کا تھا' میں ان دونوں اجتہادوں کو صحیح سمجھتا ہوں' یہ موقع نہیں کہ تاریخی اسباب بیان کروں' لیکن میرے نزدیک حالات کے بدلنے کے ساتھ احکام بدلتے ہیں' ان حالات کے مطابق حضرت حسنؓ کا فیصلہ صحیح تھا' اور ان حالات کے مطابق حضرت حسینؓ کا فیصلہ صحیح تھا' اور دونوں نے عالی ہمتی سے کام لیا اور کسی نے کمزوری نہیں دکھائی' میں ایک منٹ کے لئے ماننے کو تیار نہیں ہوں کہ حضرت حسنؓ نے کسی کمزوری کی بنا پر یا کسی بیرونی دباؤ کی بنا پر یہ فیصلہ کیا بلکہ یہ تو وہ فیصلہ تھا جس کی پیشگوئی زبان نبوت نے کی تھی:

"ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین۔"

ترجمہ: "میرا بیٹا یقیناً قوم کا سردار ہے' اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے ذریعہ دو مسلم متحارب گروہوں کے مابین مصالحت کروائیں گے۔"

(بخاری شریف)

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی قربانی بھی کسی قربانی سے کم نہیں' وہ جب مدینہ کے گورنر تھے' اور حکمران خاندان کے ایک فرد تھے تو وہ اپنے اعلیٰ مذاق' نستعلیقی ونفاست پسندی کے لئے ضرب المثل کی حیثیت رکھتے تھے' ان کا فیشن نوجوانوں میں نہ صرف قابل تقلید تھا' بلکہ منتہی کمال سمجھا جاتا تھا' ان کی چال ڈھال کی نقل کی جاتی تھی اور "المشیتہ العمریۃ" کے نام سے اس زمانے کی سوسائٹی میں زبان زد خلائق تھی...... بیش قیمت کپڑا بازار سے خرید کر آتا تو ان کی نظر میں نہ جچتا تھا۔

لیکن جب خلافت کا بار ان کے کاندھوں پر پڑا تو ان کی زندگی یکسر تبدیل ہوگئی' انہوں نے اپنی اور اپنے قریب ترین اعزہ کی جاگیریں بیت المال کو واپس کردیں' ایک مرتبہ سستا سے سستا کپڑا ان کی پوشاک کے لئے خرید کر لایا گیا تو یہ کہہ کر واپس کردیا کہ یہ قیمتی ہے' ان کے خادم کی آنکھوں میں پرانا زمانہ یاد کرکے آنسو آگئے کہ بازار کے قیمتی کپڑوں کو انہوں نے یہ کہہ کر واپس کردیا تھا کہ معمولی ہیں' کھانے پینے اور گھر کی چیزوں کا معیار اتنا گرا دیا کہ بوریا نشین زاہد بھی اس سے نیچے شاید نہ اتر سکیں۔ احتیاط کا یہ عالم تھا کہ سرکاری شمع جل رہی ہے اور وہ حکومت کا کام کررہے ہیں کہ ایک دوست باہر سے آتے ہیں' وہ ان سے ان کے علاقے کے مسلمانوں کے حالات دریافت کرتے ہیں' جوں ہی وہ ان کے بچوں کی خیریت اور گھر والوں کی خیریت پوچھنے لگتے ہیں تو وہ پھونک مار کر شمع گل کردیتے ہیں اور ذاتی شمع منگواتے ہیں کہ سرکاری شمع اور تیل اس لئے نہیں ہے کہ ذاتی سوالات اور خانگی حالات میں وہ صرف ہوں' میں نے یہ چند مثالیں دی ہیں' ورنہ ان کی خلافت کے بعد کی پوری زندگی اس عظیم قربانی کی ایک مثال ہے جو کوئی خدا ترس وہ صاحب ضمیر وصاحب ایمان انسان کسی ملک وملت کے لئے پیش کرسکتا ہے۔" (دعوت وعمل)

☆☆......☆☆

اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے
آسمانوں کی زینت ستارے' خواتین کی زینت زیورات
ستارا جیولرز
صرافہ بازار' میٹھادر' کراچی نمبر 2 فون:745080

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار' میٹھادر کراچی
فون:745573

اسلامی معاشرہ میں عورت کا مقام

حکیم محمد احمد بیگ

بحیثیت انسان درجہ کے لحاظ سے عورت کو قدرت نے مختلف حیثیت اور حالات کے لحاظ سے کئی مقام اور درجات سے نوازا ہے۔ عورت کا سب سے عظیم مقام اور حیثیت ماں کی ہے جو ایک مقدس اور عظیم ترین فضیلت ہے۔ اس کے بعد بیوی' بہن' بیٹی اور دوسرے محرم رشتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک عام عورت کی عزت ومقام معاشرہ اور اسلامی سوسائٹی میں کتنا بلند ہے۔

اسلام سے قبل عورت کو جو مقام حاصل تھا اور جس ذلت کا اسے سامنا تھا اس کا ایک نمونہ یہ ہے کہ عورت بھیڑ بکریوں اور جانوروں کی طرح بیچی جاتی تھی اور ایک کمتر اور چھوٹی حیثیت والی چیز بھی جاتی تھی' اس کا درجہ صرف غلام اور خدمت گار کا تھا' اس کی موجودگی باعث شرم وذلت تھی' چنانچہ کتنے واقعات ہیں جن میں لڑکی پیدا ہوتے ہی زندہ یا مردہ دفن کردی جاتی تھی اور اس کی پیدائش ایک منحوس فعل سمجھی جاتی تھی۔

اسلام کے آنے کے بعد عورت کو ام المومنین جیسے مقام ولقب سے نوازا گیا اور حیثیت کے لحاظ سے اس کی خدمت' ادب' اس کا خیال رکھنا فرض کے درجہ تک پہنچ گیا' دوسری طرف عورت نے بھی اپنی حیثیت و عظمت کو منوایا' عورت کی خدمت کا معاوضہ وصلہ قرآن وحدیث سے ثابت ہوا اور قدرت نے عورت کی تخلیق کے مطابق اس کے ذمہ وہ کام لگائے جو وہ اپنی جسمانی وضع قطع' عادت وفطرت اور مزاج وعقل کے مطابق آسانی اور خوش دلی سے انجام دے سکے' یہ اعمال اس کی فطرت کے عین مطابق اور عمل کے لحاظ سے اس کے لئے افضل ترین قرار دیئے گئے ہیں۔

بحیثیت انسان مرد اور عورت دونوں برابر ہیں اور اسی وجہ سے دونوں پر حقوق وفرائض بھی عائد ہوتے ہیں' دونوں میں واقعی مساوات ہے' البتہ مرد وعورت کی خلقت اور ساخت مختلف ہے' دونوں کی ضروریات مختلف ہیں' دونوں کے اوصاف مختلف ہیں اور دونوں کے قدرتی وفطری دائرہ کار بھی مختلف اور جدا ہیں۔ زندگی کے ثابت شدہ حقائق بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں مثلاً عورت نرم ونازک ہوتی ہے جبکہ مرد توانا اور تناور ہوتا ہے' لہٰذا بھاری کام اللہ رب العزت نے مرد کے ذمہ لگائے' جبکہ عورت کو اس کے کام اور فطری کمزوریوں اور عوارض کے لحاظ سے بہت سے کاموں سے بری الذمہ رکھا گیا اور رعایت بھی دی گئی۔ مرد پر عورت کی نگہبانی اور اس کی ضروریات کو کما حقہ پورا کرنا اور اس کی جسمانی ومعاشرتی ضروریات کو پورا کرنا لازمی قرار دیا گیا' جبکہ عورت پر گھر کے اندر رہتے ہوئے اولاد کی بہترین تربیت' مال کی نگہبانی اور شوہر کی جائز اطاعت کرنا ضروری قرار دیا گیا۔ اسلامی نقطہ نگاہ سے قرآن مجید اور احادیث میں عورتوں اور مردوں کے دائرہ کار صراحت و وضاحت سے بیان ہوئے ہیں اور مرد وزن دونوں کی فضیلت و فوقیت کی حدود متعین کی گئی ہیں' جن کی روشنی میں دونوں کے لئے حقیقی وفطری احکامات اور فرائض وواجبات کے دائرہ کار ملتے ہیں۔

اس کے برعکس آج عورت پر گھر سے باہر کے کاموں کا بار کچھ اس طرح ڈالا گیا ہے کہ عورت اپنے حقیقی کاموں کو یہ سمجھ کر پس پشت ڈال رہی ہے کہ شاید دنیا کی تعمیر وترقی کے کاموں کے مقابلے میں اس کے ان کاموں اور ذمہ داریوں کی کوئی حیثیت ہی نہیں' یا عمل کے لحاظ سے یہ کمتر درجہ کے کام ہیں' اس سوچ کے نتیجے میں وہ دوہری مشقت اور ذمہ داریوں کا بار اٹھانے کے درپے ہے' وہ اس فریب میں مبتلا ہے کہ شاید مردوں کے مقابل اعلیٰ تعلیم یا اعلیٰ عہدہ حاصل کرکے وہ کوئی بڑا مقام حاصل کرلے گی یا بحیثیت عورت اپنی فطری کمزوریوں پر قابو پاکر مرد کی طرح طاقت وحکمرانی (قوامیت) پالے گی۔ تجربہ شاہد ہے کہ عورت نے اپنی کارکردگی کا اصل مقام چھوڑ کر مردوں کے بوجھ اور ذمہ داریوں کو ہلکا ضرور کیا ہے مگر اپنے لئے اندرونی اور بیرونی غلامی کی مزید زنجیریں پیدا کرلی ہیں۔ پہلے وہ صرف باپ' بھائی' شوہر یا اولاد کی خدمت اور ان کی محبت وصول کرتی تھی لیکن اب دفتروں' فیکٹریوں' دکانوں میں ڈھیروں مردوں کی غلامی' قوامیت' محکومی کو برداشت کررہی ہے' کچھ خواتین یہ مجبوری میں کررہی ہیں' کچھ فیشن میں اور کچھ شوق میں۔

یہی وجہ ہے کہ خالق کائنات نے عورت کو گھر کی چاردیواری میں رہتے ہوئے جن امور کو ادا کرنے کا حکم

دیا تھا‘ وہ ان سارے کاموں کو کمتر خیال کرتی ہے‘ حالانکہ مردوں کے ہم پلہ فضائل اسے عطا کئے گئے ہیں‘ عورت کو گھر کے کام کاج کی محنت پر بھی اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والوں کے برابر ثواب ملتا ہے‘ رات کو بچے کے جاگنے کی وجہ سے ماں کو جاگنے پر ستر غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے‘ بچے کو دودھ پلاتے وقت ماں جو دعا مانگتی ہے وہ بارگاہ الٰہی میں مقبول ٹھہرتی ہے‘ جس طرح بچہ پیدا ہونے کی تکلیف کو زچہ کے سوا اور کوئی نہیں جان سکتا‘ اسی طرح اس کے اجر و ثواب اور اس پر اللہ کی رحمت خاصہ کا احاطہ بھی محال ہے‘ جب نیک عورت جو اللہ کے احکامات کو ادا کرنے کی کوشش کرتی ہے‘ حاملہ ہوتی ہے تو اسے اللہ کے راستے میں روزہ رکھ کر جہاد کرنے کا ثواب اور رات بھر عبادت کا اجر ملتا ہے‘ جس عورت نے نکاح کیا اور فرائض ادا کئے گناہوں سے حتی الامکان بچی‘ اس کو نفلی عبادت کا ثواب اطاعت شوہر‘ پرورش اولاد اور خانہ داری کے کام کھانا پکانا‘ صفائی کرنے کے بدلے ملے گا۔ عورت کا یہ حق سب نیک اعمال‘ تہجد کے ساتھ مشروط نہیں بلکہ عورت کے فطری عمل کی بجا آوری پر انعام کے طور پر خدا کا احسان ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اسلام نے جتنی عزت‘ شرافت‘ عظمت‘ حرمت عورت کو دی ہے‘ اتنی کسی اور مذہب میں نہیں دی گئی‘ بلکہ ان مذاہب میں اس کا کوئی تصور سرے سے نہیں ملتا۔

مغربی عورت کا مزاج عمدہ کار‘ کوٹھی‘ آزادی کو حاصل مسرت تصور کرتا ہے اور اس کی یہ آزادی اس کو انسان ہونے کے ناطے کسی درجہ میں حاصل ہے‘ لیکن مغربی عورت جس طرح پامال ہو رہی ہے اور وہ کتے‘ بلی اور دوسرے جانوروں سے زیادہ بدتر زندگی گزار رہی ہے‘ جس طرح اس کو استعمال کیا جا رہا ہے‘ وہ سب کے سامنے ہے‘ اسے اپنی عزت و حرمت کا کچھ پتہ نہیں کس طرح وہ بے آبرو بے حیا ہو رہی ہے۔ آزادی و پامالی کا یہ تصور ہمارے اسلامی معاشرے میں نہیں ملتا‘ قربان جائیں آقائے کریم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے جنہوں نے انسانیت کو عرش معلی کی معراج تک پہنچا دیا‘ آپ نے انسانیت کو شرف‘ عزت‘ کمال عطا فرمایا اور اسے زندہ فرما دیا‘ آپؐ نے خصوصاً عورت کی حقیقی حیثیت کو منوایا بلکہ اس کو مسلمانوں کے سروں کا تاج بنا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں افضل ترین عورتیں مریم علیہا السلام اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں‘ فرمایا کہ جو عورتیں غیر مردوں کو دیکھنے سے اپنی آنکھ کو روکے اس کے قلب پر ایسا علم آئے گا جو پہلے نہ تھا۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت فرمانے پر حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے مسلمان عورت کے اوصاف بیان کرتے ہوئے کہا کہ عورت کو چاہئے کہ اللہ جل شانہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے اور اپنی اولاد کی بہترین تربیت کرے اور اپنی نگاہ نیچی رکھے‘ اپنی زینت چھپائے نہ خود غیر مرد کو دیکھے‘ نہ اس کو کوئی غیر مرد دیکھ سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جواب سے بہت مسرور ہوئے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مردوں کی ذمہ داری ہے کہ عورت کو کھلونا یا اپنی غلامی میں آنے والی کوئی خریدی ہوئی چیز نہ سمجھیں بلکہ اس کو گھر کی زینت سمجھیں‘ اس کی دیکھ بھال کریں اور اسے اس کا جائز مقام دیں‘ یہ سائیکل کے دو پہیوں کی طرح ہے‘ ایک پہیہ باہر رہے یعنی مرد اور دوسرا پہیہ گھر کے اندر رہے یعنی عورت‘ تو یہ زندگی کی سائیکل ٹھیک اور درست سمت چلے گی ورنہ صرف خسارہ ہی حاصل ہوگا۔ امید ہے کہ مذکورہ گزارشات مرد و زن کیلئے ایک لائحہ عمل اور دائرہ کار کی صحیح سمت کے حصول کی طرف پہلا قدم ہوں گی۔

☆☆..........☆☆

قرآن مجید کے غلط ترجمہ کے مرتکب پر دفعہ ۲۹۵ بی کے تحت سزائیں مقرر ہیں

لاہور (پ ر) قادیانیوں کی طرف سے قرآن پاک کا سرائیکی ترجمہ شائع کرنے پر قانونی رائے دیتے ہوئے غلام مصطفیٰ چودھری ایڈووکیٹ نے کہا کہ قرآن پاک کے الفاظ میں تبدیلی یا غلط ترجمہ کرنا قرآن پاک کی بے حرمتی ہے اور اس کے مرتکب پر دفعہ ۲۹۵ بی کے تحت مقدمہ چلایا جائے گا‘ جس کی سزا عمر قید ہے‘ جبکہ ترجمہ کی آڑ میں قادیانیت کی تبلیغ پر امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت دفعہ ۲۹۸ سی لگے گی‘ جس کی سزا پانچ سال قید اور جرمانہ ہے جبکہ عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف مواد شائع کرنے اور نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے پر ۲۹۵ سی کے تحت مقدمہ چلایا جائے گا‘ جس کی سزا موت ہے۔

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JWEELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 7514972-7531133

حضرت علی کرم اللہ وجہہ

اور

حضرت حسن بصریؒ

مفتی سید عبدالشکور ترمذیؒ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حضرت حسن بصریؒ کی ملاقات بلکہ روایت حدیث بھی ثابت ہے' کتب تاریخ اور اسماء الرجال کے حوالوں سے یہ بات ثابت ہے' اس کے خلاف جو حوالہ جات ہیں وہ تحقیقی نہیں ہیں' اس لئے صوفیائے عظام کی کتابوں میں شجرۂ طریقت صحیح اور درست ہیں' حضرت حسن بصریؒ کی بیعت حضرت علیؓ سے ثابت ہے' اس کے علاوہ صوفیاء عظام کے بہت بڑے طبقہ کا اس بیعت کے ثبوت پر اتفاق خود اس کے ثبوت کی مستقل اجماعی دلیل ہے' اگر کوئی دلیل بھی نہ ہوتی تو یہ بھی اس کے ثبوت کے لئے کافی دلیل ہے' صوفیاء کرام کا اتنا بڑا طبقہ ایسی غلط بات پر کسی طرح اتفاق نہیں کر سکتا۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اسماء الرجال کی مستند کتاب ''تہذیب التہذیب'' میں ترجمہ حسن بصریؒ کے ذیل میں لکھا ہے:

''قال ابن سعد ولد لسنتین بقیتا من خلافۃ عمر و نشأ بوادی القری و کان فصیحا رأی علیا.''

(تہذیب التہذیب ص:۲۶۳ ج۲)

''روی عن ابی بن کعب وسعد بن عبادۃ و عمر بن الخطاب ولم یدرکھم وعن ثوبان وعمار بن یاسر وابی ھریرۃ و عثمان بن ابی العاص و معقل بن سنان ولم یسمع منھم وعن عثمان وعلی الخ.''

(تہذیب التہذیب ص:۲۶۳ ج۲)

اس میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے بلاواسطہ روایت کا ثبوت ہے' اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت حدیث کسی واسطہ سے ثابت ہوتی تو جس طرح ابی بن کعبؓ وغیرہ سے روایت کے ذکر کے بعد ''ولم یدرکھم'' سے ملاقات کی نفی کردی گئی تھی' اسی طرح حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے ملاقات کی نفی بھی کردی جاتی' اس جگہ ملاقات کی نفی نہ کرنا روایت بلاواسطہ پر دلالت کرتا ہے اور پہلے ابن سعد کی روایت میں رؤیت کی تصریح ''رأی علیا'' سے کی گئی ہے۔ امام ابوزرعہ سے منقول ہے کہ:

''رأی علیا بالمدینۃ وخرج علی الی الکوفۃ والبصرۃ ولم یلقہ الحسن بعد ذلک.''

(تہذیب التہذیب ص۲۶۶ ج۲)

اس سے واضح ہو رہا ہے کہ مدینہ منورہ میں حسن بصریؒ کی حضرت علیؓ سے ملاقات ہوئی ہے' پھر حضرت علیؓ کوفہ تشریف لے گئے اور یہ بھی ثابت ہے (اور اوپر کی ابن سعد کی روایت سے بھی ثابت ہے)۔

حضرت حسن بصریؒ کی ولادت کے وقت حضرت عمرؓ کی خلافت کے آخری دو سال باقی تھے' تو حضرت علیؓ کے کوفہ منتقل ہونے کے وقت غالب یہ ہے کہ حضرت حسن بصریؒ بالغ ہوں گے اور اس عمر میں حضرت علیؓ سے حدیث کا نہ سننا اور آپ سے فیض نہ پانا بہت ہی مستبعد ہے' علمی شوق و رغبت کے زمانہ میں یہ بات قابل تسلیم نہیں ہو سکتی کہ مدینہ منورہ میں رہتے ہوئے نہ تو ملاقات و صحبت ہوئی اور نہ ہی روایت فیض حاصل ہو سکا۔

''تہذیب الکمال'' کے حاشیہ میں ایک سوال کے جواب میں حضرت حسن بصریؒ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے:

''انی فی زمان کما تری (وکان فی عمل الحجاج) کلی شیبتی. سمعتنی اقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن علی بن ابی طالب غیر انی فی زمان لا استطیع ان اذکر علیا.'' (ازنوادر ص۸۸ تہذیب التہذیب ص۲۶۶ ج۲)

خلاصہ یہ ہے کہ رؤیت اور روایت دونوں ثابت ہیں اور محدثین کے ارشادات سے بھی ثابت ہیں' اس لئے سلسلہ تصوف کے اتصال اور فیض باطنی مسلسل ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

☆☆......☆☆

مفتی نظام الدین شامزئیؒ

اخلاق و کردار کے آئینہ میں

جان کر منجملہ خاصان میخانہ مجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

حضرت مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات تو اکابر علماء اور بزرگ اہل علم حضرات ہی تحریر فرمائیں گے اور وہی اس کے حق دار بھی ہیں۔ کیونکہ ان کے سادہ جملوں میں جو تاثر ہوگی' فطری حسن کا جو اثر اور درد ہوگا اس کا جواب کہاں سے لایا جاسکتا ہے' جنہوں نے امیدوں سے کٹ کٹا کر آرزوؤں سے منہ موڑ کر لمبی جنگ لڑی ہو' گھپ اندھیروں میں چراغ عقیدت لے کر قدم بڑھائے ہوں' پھر رک رک کر' ٹھہر ٹھہر کر منزل نے جن کے قدم چومے ہوں' ان کی باتوں میں کتنا دم ہوگا؟ البتہ حضرت مفتی صاحب شہید نور اللہ مرقدہٗ کے مختصر تذکرۂ طیبہ کے متعلق بندۂ ہیچمداں کی ناقص فہم اور عقل نارسا جو کچھ احاطہ کرسکی اور جہاں تک حضرت مفتی صاحب کو سمجھا اور اس جبل علم و حکمت کی پاکیزہ زندگی میں سے اخلاق و کردار کی صورت میں وارد ہونے والے موتیوں کو یہ عاجز جتنا چننے میں کامیاب ہوا' وہ الفاظ کے جامہ میں پیش خدمت ہیں' حضرت مفتی صاحبؒ کی ذات قدسی صفات جن اخلاق حمیدہ' فضائل و کمالات اور علوم و معارف پر مشتمل تھی' ان کی مکمل تصویر کشی ناممکن نہیں تو مستبعد ضرور ہے' کیونکہ حضرت والا کی ذات ملکی صفات ایسی جامع شخصیت تھی جو شاعر کے اس شعر کا ہو بہو مصداق تھی:

لیس علی اللہ بمستنکر
ان یجمع العالم فی واحد

حضرت مفتی صاحبؒ کی جملہ حرکات و سکنات' خورد و نوش' مسکن و ملبوس' نشست و برخاست' رفتار و گفتار' غرض جملہ اوضاع و اطوار قدرتی اور فطری طور پر اس طریق حسن پر واقع ہوئے تھے' جسے باتفاق اہل علم و فضل' خوب سیرتی اور حسن خلق کا اعلیٰ درجہ کہا جاتا ہے' البتہ ان کی فطرت میں تواضع و مسکنت اور تحمل و مروت کا زیادہ غلبہ تھا' کمالِ حسن سیرت کے مناسب خلاق لم یزل نے حسن صورت بھی آپ کو اس درجہ عطا

مولانا محمد عتیق الرحمٰن خالد

فرمایا تھا کہ بہت ہی کم کسی کی نظر سے گزرا ہوگا' جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:

صورت یوسف بداری حکمت لقمان ہم
ظاہرت چوں در دور یحاں باطنت عنبر فشاں

آپ کا سراپا نہایت خوش انداز اور خوبصورت تھا' آپ متناسب الاعضاء' حسین و جمیل اور اس درجہ وجیہہ و باوقار تھے کہ بھرے مجمع میں نمایاں نظر آتے تھے' آپ کا قد اعتدال اور توازن کے ساتھ بلند و بالا تھا' پیشانی کشادہ اور آئینہ کی طرح شفاف تھی' جس میں سچے معبود کی عبادت کا نشان دمکتا تھا' سر مبارک متوسط' نرم بال' سر پر سفید جالی دار ٹوپی' خود بھی اجلے لباس بھی اجلا' شرافت' ذہانت' فطانت اور دیانت کا مجسم نمونہ' بڑی بڑی سوچتی اور بولتی ہوئی آنکھیں' جس میں علم و حیاء کا رنگ و نور' نکھرا ہوا گندمی رنگ' رخسار نرم و نازک اور پُر گوشت ابھرے ہوئے' بینی ہموار بلندی کی طرف مائل' دہن متناسب' دندان شفاف اور ترتیب وار' گویا موتیوں کی لڑی کی مانند سفید چمکدار' ریش مبارک گنجان و چمکدار اور پورے چہرے کا احاطہ کئے ہوئے تھی' گردن متوازن و ہموار' سینہ چوڑا' ہاتھ سڈول' ہتھیلی فراخ' نرم انگلیاں' پائے مبارک ہموار' آواز نہایت دلکش تھی' گفتار اس قدر واضح اور صاف تھی کہ بات سمجھنے میں کسی کو اشتباہ نہ ہوتا تھا' نہایت خوش الحان تھے۔

جب آپ حدیث کا سبق پڑھاتے تو سماں باندھ دیتے' طلبہ کم ہوں یا زیادہ' آپ یکساں توجہ اور یکسوئی سے حدیث کا سبق پڑھاتے' بالخصوص آپ کا حدیث نبویﷺ کی مقبول ترین کتاب بخاری شریف اور ترمذی شریف کا درس ایک انوکھی شان رکھتا تھا۔ آپ سلف کے طرز پر احادیث کی عبارت خود پڑھتے تھے۔ آپ کا عبارت پڑھنے کا انداز مسحور کن تھا۔ کبھی آپ حدیث کی عبارت مسلسل پڑھتے چلے جاتے' لیکن ہر سمجھدار طالب علم آپ کے لہجے کے اتار چڑھاؤ سے بخوبی اندازہ لگالیتا تھا کہ استاد محترم الفاظ کی روانگی کے ساتھ ساتھ حدیث کے مفہوم پر بھی پوری توجہ دے رہے ہیں۔ جب کبھی جہری نمازوں میں قرأت کرتے تو اگرچہ حدر اور روانگی کے ساتھ پڑھتے تاہم طبعی و

فطری خوش الحانی کی بنا پر یہ کیفیت ہوتی تھی کہ سب نمازی ہمہ تن گوش ہوجاتے تھے اور نمازیوں کی توجہ نماز میں دوسری جانب نہیں جاتی تھی' آپ آواز میں تصنع اور تکلف سے حددرجہ احتیاط واحتراز فرماتے تھے' اس کے باوجود جب قرأت تمام ہوتی تو دل چاہتا کہ آپ ابھی مزید پڑھتے۔

حضرت مفتی صاحب "تبسم کناں' راست گو' فصیح وبلیغ تھے۔ شرافت ومروت کا پیکر اور تواضع و حسن معاشرت میں ضرب المثل تھے' خوف خدا کے سوا ہر ڈر سے بے نیاز تھے۔ قدم مجاہد کے' عقل سیاسی مدبر کی' طویل مشاہدہ' عمیق تجربہ اور گہرا مطالعہ ان کی ذکاوت پر دال تھا۔

علم کے رسیا' قرآن کے شیدا' حدیث کے شائق' فقہ کے غواص' جب گفتگو فرماتے تھے تو مخاطب کو گویا مسحور کردیتے تھے' شاہانہ مزاج' فقیرانہ طبیعت' فقیہانہ افکار' مدبرانہ لہجہ' گفتار وکردار کے ایسے غازی کہ دین کے ہر میدان میں سب سے آگے دکھائی دیتے تھے' چاہے وہ جہاد ہو یا دعوت' سیاست ہو یا تصوف' درس وتدریس ہو یا تصنیف وتالیف' خطابت ہو یا افتاء ہر سمت آپ ہی آپ تھے۔

حسن تقریر اور خطابت میں بھی آپ قدرتی طور پر بے نظیر واقع ہوئے تھے' آپ کا کلام مختصر اور جامع ہوتا تھا' جس میں حدیث نبوی: "اوتیت جوامع الکلم" کا پورا نقشہ جھلکتا تھا' جب آپ مسلسل تقریر و وعظ فرماتے تو گویا وہ علمی جواہر پاروں کا سمندر موجزن ہوتا' جس سے بہت سے دینی وسیاسی پیچیدہ مسائل حل ہوجاتے اور سخت سے سخت علمی و سیاسی اشکالات اور عقدہ لاینحل کالمحسوس ہوکر چھک اٹھتے۔

حق تعالیٰ شانہ نے آپ کے اندر استغناء اور وقار کی دولت اس طرح ودیعت کر رکھی تھی کہ آپ کے اوضاع واطوار سے لجاجت واحتیاج کا شائبہ بھی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

آپ جود وسخا کے باب میں بھی نمایاں اوصاف کے حامل تھے' باوجودیکہ ہمیشہ مقروض رہے اور یہ قرضہ بھی اپنی ذات کے لئے نہیں لیا بلکہ دوسروں کی دادرسی مطلوب تھی' کل ہی کی بات ہے کہ جامعہ بنوری ٹاؤن کے دھوبی سے ملاقات ہوئی تو وہ بتانے لگا کہ حضرت مفتی صاحب کے صاحبزادے اپنے والد شہید کے کپڑے لینے اور باقی حساب دینے کے لئے آئے تھے تو میں نے کہا کہ کیسا حساب کتاب؟ جو پہلے ہوچکا وہی کافی ہے' بس اب بقیہ وغیرہ کی بات نہ کرو' کیا مفتی صاحب نے جو مجھے گھر کی تعمیر کے لئے ستر' اسی ہزار روپے دیئے تھے اور خود بھی تشریف لائے تھے اس کو میں بھول سکتا ہوں؟ جو آج آپ سے حساب کتاب پورا کرلوں۔

اسی طرح جامعہ بنوری ٹاؤن کے ایک چوکیدار نے راقم الحروف کو بتایا کہ حضرت مفتی صاحبؒ کو کیسے' بھلایا جاسکتا ہے؟ جبکہ وہ ایسے سخی و ہمدرد تھے کہ ہمارے ایک ساتھی چوکیدار کی شادی تھی' تو وہ حضرت مفتی صاحبؒ کو نکاح پڑھانے کے لئے لے گئے' وہاں کے عوام نے جب مفتی صاحبؒ کو دیکھا تو حیران وششدر رہ گئے کہ اتنی عظیم شخصیت کے مالک اور ایک غریب ونادار کے نکاح کے لئے ایک پسماندہ علاقہ میں تشریف لائے' اس چوکیدار نے مزید بتایا کہ مفتی صاحب نے ہمارے اسی ساتھی چوکیدار کو بارہ ہزار روپے بھی دیئے کہ ان کو اپنے استعمال میں لاؤ۔

اسی طرح جب پشاور میں جمعیت علمائے اسلام کے زیر اہتمام "ڈیڑھ سو سالہ خدمات دارالعلوم دیوبند کانفرنس" منعقد ہورہی تھی تو اس میں طلبہ کی شرکت کے لئے تقریباً تیس' چالیس ہزار روپے کی خطیر رقم آپ نے صرف فرمائی۔

اس کے علاوہ مجاہدین' مبلغین' مدارس دینیہ' یتیموں' اسیروں' بیوگان اور دوسرے محتاج حضرات کے ساتھ جانی ومالی تعاون کے بے شمار واقعات ہیں جن کو اگر کہنا اور لکھنا شروع کردیا جائے تو بلا مبالغہ ایک ضخیم کتاب نہیں تو ایک مستقل رسالہ ضرور تیار ہوسکتا ہے۔

آپ میں تواضع' عاجزی' وانکساری ایسی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی کہ ماضی قریب میں بھی اس کی مثال شاذ ونادر ہی ملے گی۔ جیسے جیسے آپ کا مقام و مرتبہ بڑھتا گیا' ویسے ویسے آپ کی عاجزی وتواضع بھی بڑھتی گئی' تین سال قبل یعنی ۱۴۲۲ھ کی بات ہے جب راقم الحروف جامعہ بنوری ٹاؤن میں دورۂ حدیث کا طالب علم تھا' جمعرات کے دن صبح کو ہمارا ششماہی امتحان ختم ہوا تھا' جس کے بعد پورے جامعہ میں تین یوم کی تعطیل تھی' ان دنوں حضرت اقدس سید نفیس شاہ صاحب الحسینی دامت برکاتہم کراچی کے دورہ پر تشریف لائے ہوئے تھے اور جامعہ میں قیام پذیر تھے' مریدین ومتعلقین کا تانتا بندھا رہتا تھا' ہر روز بعد نماز عصر جامعہ کے چھوٹے سے باغیچے میں حضرت شاہ صاحب تشریف فرما ہوتے اور حلقہ وعظ و نصیحت جما رہتا تھا' اسی دن جمعرات کو عصر کے بعد میں نے کمرے سے باہر آکر دیکھا کہ جامعہ کے وسطی باغیچہ میں حضرت شاہ صاحب تشریف فرما ہیں اور چاروں طرف لوگ بیٹھے ہوئے ہیں' حضرت مفتی صاحبؒ بھی حضرت شاہ صاحب کے بائیں جانب تشریف فرما ہیں اور حضرت الشیخ مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی صاحب اور دیگر اکابرین بھی موجود ہیں۔

بندۂ راقم الحروف بھی قریب آکر حضرت شاہ

صاحبؒ کے دائیں پہلو میں ایک طرف بیٹھ گیا' عجیب پُر کیف و پُرنور مجلس تھی' حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم اکابرین کے حالات' کارنامے' مجاہدے' تقویٰ' پرہیزگاری اور ان کی دلسوز قربانیاں بیان فرمارہے تھے۔اس محفل میں جس چیز نے مجھے حیرت میں ڈال دیا' وہ یہ تھی کہ میں حضرت مفتی صاحب کو دیکھ رہا تھا کہ وہ مسلسل حضرت شاہ صاحب کی طرف آگے کو جھکے ہوئے ہمہ تن گوش تھے اور مغرب کی اذان تک دوزانو بیٹھے رہے تھے' مجھ پر حیرانگی کی عجیب کیفیت طاری تھی کہ حضرت مفتی صاحبؒ باوجود اس کے کہ بیمار ہیں' کمرے کے درد کا عارضہ لاحق ہے اور عمر کہولت کو پہنچی ہوئی ہے' لیکن اپنے شیخ کے روبرو چار زانو نہیں بیٹھے' تاآنکہ مغرب کی اذان کا وقت ہوگیا' حضرت مفتی صاحب اتنے عظیم المرتبت ہونے کے باوجود اپنے اکابر کے سامنے کس ادب واحترام کو ملحوظ رکھے ہوئے ہیں' میں یہ دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گیا اور بے اختیار یہ شعر لب پر مچلنے لگا:

جو اعلیٰ ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کر ملتے ہیں
صراحی سرنگوں ہوکر بھرا کرتی ہے پیمانہ

حضرت مفتی صاحبؒ عالم اسلام کے مسائل کا مکمل ادراک رکھتے تھے' اندرونی و بیرونی' سیاسی و معاشی حالات وواقعات پر گہری نظر تھی' حق تعالیٰ شانہ نے حضرت مفتی صاحبؒ کو جرأت' ذہانت اور حافظہ کی غیر معمولی دولت وقوت اظہار بیان کی بے مثال فراوانی عنایت فرمائی تھی' جو افکار کو عمل کی بصیرت' روحوں کو زندگی کی حرارت' کمزوروں کو قوت عمل' گونگوں کو تاب وطاقت گفتار اور جو ہر فکرو نظر کو جرأت اظہار دیتی تھی' اس بارے میں میرے استاد محترم حضرت الشیخ مولانا عبدالحلیم چشتی صاحب نگران شعبۂ تخصص فی الحدیث جامعہ بنوری ٹاؤن' جب بھی حضرت مفتی صاحبؒ کا تذکرہ آتا تو فرماتے کہ حضرت مفتی صاحبؒ کو مشکل سے مشکل بحث اور پیچیدہ سے پیچیدہ مضمون کو سادہ اور دلنشیں الفاظ میں سمیٹ کر دل ودماغ میں اتارنے کا ملکہ حاصل ہے۔

آپ نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔آپ "الحب للہ والبغض للہ" کے صحیح مصداق تھے۔جس کی زندہ مثال گزشتہ سالوں میں امریکا کے خلاف اعلان جہاد کا ان کا فتویٰ ہے' پھر چشم فلک نے دیکھا کہ آپ نے کس طرح تادم آخر باطل کے سامنے سد سکندری بن کر جان کی قربانی تو دے دی لیکن حق بات سے نہیں ہٹے' بقول شاعر مشرق علامہ اقبال مرحوم:

رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن
جب حلقہ یاراں ہو تو ابریشم کی طرح نرم

آپ فرقہ واریت کے خاتمہ' وحدت امت' اسلام کی سربلندی اور اس کے نفاذ کے لئے ہمہ وقت فکرمند رہتے اور صرف یہی نہیں بلکہ اس کے لئے عملی طور پر دور دراز علاقوں کے بے شمار اسفار کئے اور اپنی جان و مالی تمام صلاحیتوں کو صرف کیا۔اس کے لئے آپ وقت کی گرم وسرد' تندوتیز ہواؤں' حالات کے نشیب وفراز' مکان کی دوری' زماں کی طوالت' جابر طبقے کی بے جا رکاوٹوں کو کبھی خاطر میں نہیں لائے۔

ایک طالب علم کی آپ کتنی خاطر داری کرتے تھے؟ اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ آپ راقم الحروف کی دستار بندی کے لئے ہمارے علاقے ٹل شہر میں تحصیل ضلع ہنگو وکوہاٹ میں جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات حضرت مفتی صادق حسین صاحب مہتمم مدرسہ کی دعوت پر تشریف لے گئے اور وہاں حضرت مدنیؒ کے مسترشد خاص اور میرے شیخ حضرت شیخ الحدیث مولانا معزالحق صاحب سے خصوصی ملاقات کی۔

حضرت مفتی صاحبؒ بحر ذخار فضل وکمال کے دریائے ناپیدا کنار تھے' جن کی تبحر علمی' بے مثال قوت حافظہ' ممتاز ذہانت وذکاوت' انوکھا ونرالا انداز خطابت' جرأت وبہادری' خشیت الٰہی بے مثل تھی' غرض ہر اعتبار سے مافوق الوصف والبیان اور عدیم النظیر واقع ہوئے تھے۔

حضرت کے دستار علم میں وہ درہائے شہوار آویزاں تھے جن کا اعتراف زمانہ کے ہر کہ ومہ' دوست ودشمن' حقیقت شناس علمائے کرام ونو تعلیم یافتہ یکساں طور پر کرتے تھے۔حضرت اقدس کی شہادت کا حادثہ اس قدر اندوہناک اور جاں گسل تھا کہ اس کا اظہار الفاظ میں نہیں کیا جاسکتا۔

وہ چہرہ جس نے زندگی کے ہر مرحلے میں رنج و غم کو ہلکی مسکراہٹ اور دبی دبی آہ میں چھپائے رکھا اور اپنے غم پنہاں کو نہاں نہ کیا' بالآخر وہ مبارک چہرہ بروز اتوار ۳۰/ مئی ہمیشہ کے لئے اپنے محبوب شاگردوں مریدوں اور متعلقین سے جدا ہوا اور شہادت کے بلند رتبہ پر فائز ہوکر حیات جاودانی پا گیا اور یوں عمر بھر کی بے قراری کو قرار آہی گیا۔

اس مضمون کا اختتام حضرت مفتی صاحبؒ کے ان پسندیدہ اشعار پر کرتا ہوں جو حضرت کے جذبہ عشق کی عکاسی کے لئے ان کے لبوں پر جاری رہتے تھے:

میرے چارہ گر کو نوید ہو صف دشمناں کو خبر کرو
جو وہ قرض رکھتے تھے جان پر وہ حساب آج چکا دیا
کرو کج جبیں پہ سر کفن مرے قاتلوں کو گماں نہ ہو
کہ غرور عشق کا بانکپن پس مرگ ہم نے بھلا دیا

☆☆.........☆☆

عربوں کے عالمگیر اثرات

ڈاکٹر سید احتشام احمد

آج سارے عالم میں غلغلہ ہے کہ مغربی تہذیب حریت' اخوت اور مساوات کی ترجمان ہے اور سارے عالم میں پہلی بار فرانسیسی انقلاب نے اعلیٰ اجتماعی اور انسانی قدروں کو اٹھارہویں صدی عیسوی کے آخر میں پیش کیا ہے' جان جوک روسو نے اپنی کتاب آزادی میں پہلی بار ان اعلیٰ اصولوں کو پیش کیا ہے اور اس نے اپنی کتاب کو شروع ہی ان الفاظ سے کیا ہے کہ انسان آزاد پیدا ہوا تھا مگر آج ہر جگہ وہ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔

افسوس ہے مغربی تہذیب کے پرستاروں اور نئی تہذیب کے ترجمانوں پر کہ انہوں نے انسانی تہذیب کا بڑا سطحی مطالعہ کیا ہے۔ انہوں نے یہ حقیقت محسوس نہیں کی کہ اسلام نے ان اعلیٰ اصولوں اور انسانی زندگی کی ان عظیم قدروں کو چودہ سو برس قبل پیش کیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف الفاظ میں اعلان فرمایا تھا کہ تمام انسان اس طرح برابر ہیں جیسے کنگھی کے دانے اور کسی کو کسی دوسرے شخص پر سوائے تقویٰ کے کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں واضح اعلان فرمادیا اور انسانیت کا منشور نشر کردیا جبکہ آپؐ نے ایک لاکھ صحابہ کرامؓ کے مجمع میں جبل رحمت کے پاس بہانگ دہل فرمایا:

"کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقویٰ کے' تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے۔"

تعجب ہے کہ ان نظریات کی گونج یورپ تک نہ پہنچی' ایسے اعلیٰ اصول جنہوں نے عربوں کی کایا پلٹ دی' صدیوں کے جہل کو کائی کی طرح چھانٹ دیا اور سارے انسانوں کو برابر قرار دیا اور ایسا معاشرہ پروان چڑھا جس میں عربی و عجمی' اسود و احمر سب ایک ساتھ زندگی گزار رہے تھے' جہاں نسلی امتیاز کو اہمیت حاصل نہ تھی' جہاں بلال حبشیؓ' صہیب رومیؓ اور سلمان فارسیؓ سب ایک ہی مجلس میں نشست و برخواست رکھتے تھے' جہاں صرف اسلام پر عمل کرنے اور خدا و رسول کی رضا جوئی کا ایک جوش و جذبہ کارفرما تھا۔ جہاں اسلام کے مشن کو عام کرنے اور اسلام کے پیغام کو ساری انسانیت تک پہنچانے کی ایک دھن تھی' انسانوں کے درمیان مساوات اور اخوت عام اسلام کا اصل مشن تھا' صحابہ کرامؓ نے اس راہ میں بڑی جدوجہد کی۔ تعجب ہے کہ یورپ والوں نے اسلامی معاشرہ میں نماز کی امامت میں مساوات کا بھی مطالعہ نہیں کیا' حتی کہ خود برصغیر والے جہاں ذات پات نے خود مسلمانوں کو متاثر کیا ہے' انہوں نے بھی اس مساوات کا مطالعہ نہیں کیا حالانکہ نماز کی امامت میں صرف تقویٰ اور علم کا لحاظ کیا جاتا ہے' اور یہ اصول اس لحاظ سے سارے مسلمانوں میں رائج ہے۔

آزادی اور حریت کا چاند اصلاً جزیرۃ العرب میں طلوع ہوا اور آزادی کی روشنی جہاں جہاں پہنچی' وہ اسی راستے سے پہنچی۔ یورپ نے ثابت کردیا کہ اس کے پاس مساوات' اخوت اور انسانیت کے اعلیٰ اصول موجود نہیں' اس نے دو عالمی جنگیں لڑ کر انسانیت کی روح کو مجروح کردیا' لاکھوں خاندانوں کو تباہ کردیا' امریکا نے جاپان پر ایٹم بم گرا کر چند منٹوں میں تہذیب و تمدن اور انسانیت کا صفایا کردیا' ہیروشیما اور ناگاساکی آن کی آن میں تباہ ہوگئے' یورپ نے گزشتہ عالمی جنگ میں انسانوں کا قتل عام کیا اور اپنی طاقت مسلط کرکے ان کو صدیوں تک غلام بنا کر ان کے اعلیٰ صلاحیت رکھنے والے افراد کو قتل کرکے یہ ثابت کردیا کہ ان کے اندر انسانیت اور زندگی کی اعلیٰ قدروں کی شدید کمی ہے۔ اس نے اپنی جنگی طاقت سے' انسانیت کو غارت کرنے والے اسلحوں سے اور کمزوروں کو غلام بنا کر ان پر ظلم کرکے اور ان کا استحصال کرکے ثابت کردیا کہ وہ انسانی جانوں سے مادی فوائد کے لئے کھیلتے ہیں' امن کی حالت

میں وہ فسق و فجور کی محفل گرماتے ہیں' فحاشی کے اڈے قائم کرتے ہیں' اصل بات یہ ہے کہ اس تہذیب نے حریت کا نام سنا ہی نہ تھا' جب اس نے اسلام کی روشنی دیکھی' اندلس میں اس وقت انہوں نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ حریت اور مساوات کسے کہتے ہیں؟ اور انہوں نے اس سے نفع اٹھایا' اہل یورپ نے تہذیب کا سبق مسلم اسپین سے سیکھا ہے' انہوں نے تمدن کی اعلیٰ قدریں عربوں سے حاصل کیں اور جس وقت تمدن مسلمانوں میں اپنے اعلیٰ معیار کو پہنچ گیا تھا' اس وقت یورپ جہالت کے اندھیرے میں بھٹک رہا تھا۔ یہ احسان ہے عربوں کا کہ انہوں نے یورپ کو مہذب بنایا' اس کو مساوات اور حریت کا درس دیا' عالمی اخوت اس کو سکھائی اور آج یورپ کی تہذیب کی اعلیٰ انسانی قدریں عربوں کی تہذیب سے خوشہ چینی پر مبنی ہے۔

عربوں نے اس طبقاتی نظام سے انسانوں کو نجات دلائی جس میں مذہبی طبقہ انسانوں پر ظلم کرتا تھا۔ پادریوں نے ایک کروڑ تیس لاکھ سائنس دانوں کو مذہبی عدالت کی سزا پر قتل کرڈالا یا جلاڈالا۔

جہاں تک یورپ کا روسو کے اس قول سے خوش ہونے کا سوال ہے کہ انسان آزاد پیدا ہوا تھا مگر آج وہ ہر جگہ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے' دراصل یہ قول حضرت عمرؓ کا ہے' حضرت عمرؓ نے یہ تاریخی جملہ اس وقت کہا تھا کہ جب حضرت عمرو بن العاصؓ کے صاحبزادے عبید نے ایک گھوڑ دوڑ کے معاملے میں ایک قبطی کے گھوڑے کو روک لیا تھا تاکہ وہ ان سے بازی نہ لے جا سکے' اور اس قبطی کی انہوں نے پٹائی بھی کردی۔ اس طرح قبطی ہار گیا اور عبید جیت گئے۔ قبطی مصر سے مدینہ پہنچا اور حضرت عمرؓ کے دربار میں شکایت کی' حضرت عمرؓ نے باپ اور بیٹے دونوں کو طلب کیا' حضرت عمرو بن العاصؓ کے ساتھ ان کا لڑکا ان کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا' اس موقع پر حضرت عمرؓ نے قبطی کو طلب کیا اور فرمایا کہ تو اس عزت والوں کی اولاد کی پٹائی کر۔ اس نازک موقع پر حضرت عمرؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ کو مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ تم نے کیسے لوگوں کو غلام بنالیا ہے جب کہ ان کی ماؤں نے تو ان کو آزاد جنا تھا۔

حضرت عمرؓ کا یہ قول نہایت معنی خیز ہے' ایک طرف انہوں نے ایک قبطی کے ساتھ انصاف کرکے مساوات کا اعلیٰ سبق دیا اور دوسری طرف یہ اعلان کرکے کہ سارے انسان آزاد پیدا ہوئے ہیں اور کسی حاکم یا بادشاہ یا صاحب اقتدار کو یہ حق حاصل نہیں کہ ان کو غلام بنائے' اسلامی تمدن کو ایک عظیم انسانی و اسلامی اصول سے آگاہ کردیا۔

جہاں تک سائنس' علم الحساب' علم النجم' جغرافیہ' فلسفہ اور طب وغیرہ کا تعلق ہے' تو یہ سارے علوم یورپ میں عربوں نے پھیلائے' یورپ میں عمارتیں عربوں کے فن تعمیر کو ملحوظ رکھ کر ہوئیں ان کے کنگورے' کی' میناریں' عربوں کے فن تعمیر سے مستعار ہیں' فرانس کے طرز تعمیر بھی پر عربوں کے اثرات مرتب ہوئے۔ اہل یورپ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے اندلس جاتے تھے اور مسجد قرطبہ میں بیٹھ کر درس لیتے تھے۔ ابن سینا کی کتاب القانون سارے یورپ میں پڑھائی جاتی تھی۔

عربوں کا اصل احسان سائنس پر اور سارے عالم پر یہ ہے کہ عربوں نے تجربہ گاہیں قائم کیں اور تجرباتی طریقہ اختیار کیا۔ یونانی اہل علم مفکر تھے مگر تجربہ نہ کرتے تھے جبکہ عربوں نے تجربہ گاہیں قائم کیں' رصدگاہیں بنائیں' بغداد میں عربوں نے پہلی مرتبہ ہسپتال بنایا' عربوں نے علم الحساب میں اضافہ کیا' یونانی فلسفے کی شرحیں لکھ کر اس میں اضافہ کیا' عربوں نے یونان اور ہندوستان سے صرف علوم نقل کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان میں اضافہ کیا اور اس کو یورپ تک پہنچایا۔ افسوس کہ یونانیوں نے اپنے محسنوں کے نام چھپائے مگر عربوں نے اپنے محسنوں کے نام واضح طور پر بیان کئے' یہ ان کی محسن شناسی کی بات ہے' انہوں نے علمی دیانت داری برتی' مثلاً طب عربی ''طب یونانی'' کہلاتی ہے' عربوں نے گنتی ہندوستان سے لی تو اس کو وہ ''الارقام الہندیہ'' کہتے ہیں جبکہ یونان نے مصری تہذیب اور فرعونی تہذیب سے اپنے تمدن کا دیا روشن کیا تھا مگر اس کو ظاہر نہیں کیا' یورپ نے تمدن اور سائنس کی ترقی عربوں سے لی مگر اس میں ہلاکت اور فحاشی جیسے عناصر شامل کردیئے۔ عربوں نے عالمی تمدن پر یہ احسان کیا کہ انہوں نے یونانی کتابوں کے ترجمے عربی میں کرائے' پھر امتداد زمانہ سے وہ کتابیں غائب ہوگئیں اور ان میں سے بہت سی کتابوں کے اصل یونانی نسخے ناپید ہوگئے مگر ان کا علم دنیا کو عربی ترجمہ سے ہوا' یورپ کو قافیہ عطا کیا اور دیگر علوم میں بھی انہوں نے عربوں سے استفادہ کیا۔ یورپ نے مدتوں عربوں سے استفادہ کو چھپایا مگر فرانسیسی محققین اور مستشرقین نے اس کا اعتراف کیا اور اس موضوع پر کتابیں لکھ کر اس حقیقت کو ظاہر کردیا۔ ادریسی نے سب سے پہلے دنیا کا صحیح نقشہ بنایا۔

حاصل یہ کہ عربوں نے سارے عالم کو اپنے علم و فضل سے مستفید کیا اور اس طرح انہوں نے عالمی ترقی و تہذیب کی بنیاد ڈالی۔

☆☆......☆

گلشن بنوریؒ کا درخشندہ ستارہ

مولانا محمد طیب فاروقی

اللہ تعالیٰ کو ساری مخلوقات اور کائنات میں سب سے زیادہ محبوب چیز اپنا دین ہے' جس کا خلاصہ ہے اللہ کی وحدانیت اور کبریائی کا اقرار اسی لئے اس دین کی آبیاری' دعوت و تبلیغ اور اس کے دفاع کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی محبوب ترین شخصیات سے کام لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی تبلیغ اور دفاع کے لئے ایسی محبوب ترین شخصیات پیدا کیں جنہوں نے مشکلات و آلام اور ہر قسم کی پریشانیوں' مصیبتوں اور مخالفتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر خندہ پیشانی اور صبر و استقامت کے ساتھ برداشت کرتے ہوئے دور دراز تک دین کی آبیاری کی۔ انسان ان کی انتھک محنتوں اور کوششوں کو دیکھ کر ورطۂ حیرت میں پڑ جاتا ہے اور ان شخصیات کو دیکھنے اور ان کی باتیں سننے والا یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ وہ مبارک شخصیات ہیں' جنہوں نے اپنی جان و مال کا اللہ تعالیٰ سے سودا کر لیا ہے۔ دنیا کی کوئی تجارت' کوئی معاملہ' کوئی چیز' کوئی آسائش و آرام ان کو اللہ کی یاد سے غافل نہیں رکھ سکتی۔ اہل دنیا' مادہ پرست' خواہش کے دلدادہ' عیش و عشرت کے پجاری اور جاہ و منصب کے حریص ان مبارک شخصیات کو دنیا کا کون سا لالچ پیش نہیں کرتے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کہ حیاء و عصمت کے پتلے' شرافت و دیانت کے منبع تھے' آپ کو بھی مشرکین مکہ نے جاہ و منصب' مال و متاع اور صنف نازک کی پیشکش کی جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیک جنبش ٹھکرا دیا۔ انہی انبیائے کرام علیہم السلام کے جانشین وہ علماء ہیں جو "العلماء ورثۃ الانبیاء" کا مصداق ہیں۔ علمائے امت نے اپنے اپنے دور میں عجیب و غریب اور حیرت انگیز کوششوں اور قربانیوں کی انمٹ تاریخ رقم کی جس پر تاریخ اسلامی اور تاریخ انسانی ناز کرتی ہے۔ یوں تو ہزاروں اور لاکھوں شخصیات ایسی ہیں لیکن آل رسولؐ اولاد علیؓ شیخ الاسلام محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کے گلشن جامعۃ العلوم الاسلامیہ کا ہر شخص اور ہر فرد تحریر بالا کا مصداق حقیقی ہے۔ ان کا ایثار و قربانی' تقویٰ و طہارت' علم و معرفت' صبر و استقامت' دعوت و جہاد' مصائب میں خندہ پیشانی' دنیا اور اہل دنیا سے غیر مانوسیت' دیانت و امانت اور خدا ترسی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور صحابہ کرامؓ کے عمل کی عملی تصویر ہے۔

گلشن بنوریؒ نے ایسی نابغہ روزگار ہستیاں پیدا کیں' جنہوں نے دین کی آبیاری کی۔ شاید دنیا کا کوئی ایسا ملک نہ ہو جس میں ان کے تلامذہ اور متعلقین موجود نہ ہوں۔ حضرت بنوریؒ نے جس اخلاص و للّٰہیت ور اسلامی اصولوں اور ضو· بط کی بنا پر اس جامعہ کی بنیاد رکھی' اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے حضرت بنوریؒ کو ایسے وفا شعار' پر اخلاص' صاحب نسبت تلامذہ عطا کئے جنہوں نے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے ساتھ مکمل وابستگی اور وفا شعاری کا ثبوت دیا۔ حضرت بنوریؒ کے بعد بھی ان خصوصیات پر مشتمل رفقاء جامعہ کو ملتے رہے جن میں مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ' حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ' مفتی عبدالسمیع شہیدؒ اور حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ شامل ہیں۔ ان حضرات نے جو تربیت اخلاص و ایثار و وفا و قربانی کی حاصل کی تھی' اس پر عمل کر دکھایا۔ مفتی نظام الدین شامزی ضلع سوات کے دور دراز علاقہ شامزئی گاؤں فاضل بیگ گھڑی تحصیل مٹہ میں حبیب الرحمٰن شامزی کے گھر پیدا ہوئے' تعلیم کا آغاز اپنے گاؤں سے کیا اور جامعہ مجیدیہ دار الخیر بکرا پیڑی اور مدرسہ مظہر العلوم مینگورہ میں علوم نبوت حاصل کرتے ہوئے جامعہ فاروقیہ کراچی سے سند العلماء مولانا سلیم اللہ خان اور مولانا عنایت اللہ شہیدؒ سے اختتام تعلیم اور تکمیل علم کے بعد اپنے مربی اور مشفق اساتذہ کرام کی زیر سرپرستی بیس سال جامعہ فاروقیہ میں تدریس کے فرائض سر انجام دیئے۔ ۱۹۸۸ء سے لے کر آخر دم تک جامعۃ العلوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی مسند حدیث اور شرف تخصص فی الفقہ کے منصب جلیلہ پر فائز ہو کر

ہزاروں تشنگان علوم نبویہ کے قلوب اور اذہان کو نور ایمان اور نور ہدایت سے جلا بخشی اور دیکھتے ہی دیکھتے دین کی سربلندی، اعلائے کلمۃ اللہ، دعوت و جہاد اور امت مسلمہ کی مظلومیت کی دادرسی کے لئے دور دراز کے سفر کئے۔

حسن اتفاق یا قدرت کا انعام سمجھئے کہ ۳۰/مئی ۲۰۰۴ء کو مفتی صاحب کی شہادت سے چار سال قبل حضرت مفتی صاحبؒ کے شیخ و مرشد حضرت اقدس حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو بھی عین اس وقت سفاک درندوں نے شہید کیا جب وہ گھر سے اپنے صاحبزادے سمیت دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تشریف لے جارہے تھے جہاں حضرت لدھیانویؒ دسیوں لوگوں کو فقہی مسائل بتاتے اور سینکڑوں لوگوں کو فرق باطلہ اور قادیانیت و مرزائیت کی دشمنی سے آگاہ فرماتے تھے اور بعد ازاں جامعۃ العلوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن تشریف لاکر سینکڑوں تشنگان علوم نبوی کے قلوب اور اذہان کو علوم نبوت سے فیضیاب فرماتے تھے۔ حضرت مفتی شامزیؒ کو بھی سفاک ظالموں، پتھر دل رکھنے والوں نے عین اس وقت شہید کیا جب وہ اسی شان، عزم و ارادے سے جامعۃ العلوم اسلامیہ تشریف لارہے تھے۔ حضرت لدھیانویؒ کی نماز جنازہ بھی جامعۃ العلوم اسلامیہ میں لاکھوں عقیدتمندوں نے ادا کرکے گلشن لدھیانویؒ جامع مسجد خاتم النبیین کے پہلو میں آپ کو دفن کیا اور حضرت شامزیؒ کو بھی یہی انداز رخصتی ملا، حضرت لدھیانویؒ کے صاحبزادے بھی زخمی ہوئے اور حضرت شامزیؒ کے صاحبزادے بھی زخمی ہوئے کیوں نہ اللہ تعالیٰ ان موافقات سے نوازتے کہ حضرت لدھیانویؒ محدث العصر حضرت بنوریؒ کے معتمد اور جامعہ بنوری ٹاؤن کا حسن انتخاب تھے جبکہ حضرت شامزیؒ حضرت بنوریؒ کے جانشین مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کا جامعہ کے لئے حسن انتخاب تھے۔ حضرت بنوریؒ نے اپنے جانشین مفتی احمد الرحمٰنؒ کو اپنے پہلو میں جگہ دی اور حضرت لدھیانویؒ نے اپنے جانشین حضرت شامزیؒ کو اپنے گلشن میں اپنے پہلو میں جگہ دی۔

راقم الحروف کی سعادت ہے کہ حضرت لدھیانویؒ اپنی شہادت سے چند دن قبل دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان تشریف لائے تو خدمت کا موقع نصیب ہوا۔ اسی طرح حضرت مفتی شامزیؒ بھی اپنی شہادت سے چند دن قبل دفتر مرکزیہ ملتان تشریف لائے جو کہ مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس اور سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقدہ ۳/صفر المظفر ۱۴۲۵ھ کا وقت تھا، تو راقم الحروف کو آپ کی خدمت کا موقع ملا۔ حضرت لدھیانویؒ اور حضرت شامزیؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن رکین بھی تھے۔ اسی نسبت سے مجلس کے پروگراموں میں اپنے ان اساتذہ کی زیارت نصیب ہوا کرتی تھی۔ بالآخر جب عالم کفر اپنے ناپاک عزائم و مقاصد کی تکمیل کی راہ میں امت مسلمہ کے اس عظیم ہیرو گلشن بنوریؒ کے درخشندہ ستارے "لایخافون لومۃ لائم" کے مصداق کو سنگ گراں سمجھنے لگا تو انہیں اپنے راستے سے ہٹ کر ۳۰/مئی ۲۰۰۴ء کے چڑھتے سورج کی کرنوں اور شعاؤں کو اپنی سفاکی اور درندگی کے ذریعہ تاریکی میں ڈبو دیا، کفر بظاہر یہ سمجھ بیٹھا کہ شاید اس کی راہ کا روڑا راستے سے ہٹ چکا، لیکن ہم حضرت مفتی صاحبؒ کے لاکھوں متعلقین عہد کرتے ہیں کہ اپنے خون کے آخری قطرے تک حضرت مفتی صاحبؒ کے مشن کو جاری و ساری رکھیں گے۔ انشاءاللہ۔ ☆☆

تین قادیانیوں کا قبول اسلام

فاروق آباد (نمائندہ خصوصی) قادیانی باپ اور اس کے دو بیٹوں نے گزشتہ دنوں قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کرلیا۔ تفصیلات کے مطابق سچا سودا گاؤں کے رہائشی ماسٹر منور منیر اور ان کے دو بیٹوں محمد سلمان اور محمد عثمان نے قادیانیت سے تائب ہوکر جامع مسجد سچا سودا کے خطیب مولانا حافظ اشفاق الرحمٰن کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ماسٹر منور منیر نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اسلام سچا دین ہے جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا تھا اور اس کا دین بھی جھوٹا ہے۔ میں اپنی گزری ہوئی زندگی پر پشیمان ہوں مگر اب سیدھے راستے پر آگیا ہوں اور اسلام کا مبلغ بن کر دین اسلام کی تبلیغ کروں گا۔

قارئین اور جماعتی احباب متوجہ ہوں

قارئین اور دیگر جماعتی احباب سے اپیل ہے کہ قادیانیوں کی شرانگیز سرگرمیوں اور ان کی ارتدادی تبلیغ کی اطلاع ملتے ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی دفتر کو اس سے آگاہ کریں تاکہ قادیانیوں کی اس فتنہ انگیزی کا بروقت سدباب کیا جاسکے۔

قادیانیوں کو دعوت غور و فکر

حافظ منظور احمد مہر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا پندرہ یوم کے لئے اندرون سندھ اور کراچی کے تبلیغی سفر پر بتاریخ ۹ ربیع الاول تا ۲۳ ربیع الاول تشریف لائے۔ اس دوران انہوں نے مختلف پروگرام‘ جمعۃ المبارک کے اجتماع اور ختم نبوت کانفرنسوں سے خطاب کیا‘ اسی دوران چاردن کا ایک تربیتی ختم نبوت کورس بتاریخ ۱۰ تا ۱۳ ربیع الاول کو مدینہ مسجد میرپور خاص میں مولانا شبیر احمد کرنالوی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میرپور خاص اور ناظم اعلیٰ مولانا حفیظ الرحمٰن فیض مہتمم مدرسہ مدینۃ العلوم شاہی بازار میرپور خاص مولانا مفتی عبیداللہ انور‘ صوفی محمد سلمان بن محمد قاری بشیر احمد‘ مولانا مفتی عبدالقادر شاہ اور دیگر علمائے کرام کے تعاون سے مولانا محمد علی صدیقی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نگرانی میں منعقد ہوا۔ الحمدللہ! پروگرام بہت کامیاب رہا۔

مولانا اللہ وسایا نے میرپور خاص کی مسجد شاہی بازار میں ایک ختم نبوت کورس سے خطاب کرتے ہوئے مسئلہ ختم نبوت‘ حیات عیسیٰ علیہ السلام‘ ظہور امام مہدی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے اسلام دشمن عقائد سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ مولانا نے اس کورس کے علاوہ مختلف مقامات پر ختم نبوت کانفرنسوں سے بھی خطاب کیا۔ مولانا نے کہا کہ مسئلہ ختم نبوت‘ قرآن کریم کی سو آیات اور ۲۱۰ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے‘ اس کے ساتھ ساتھ پوری امت کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی نیا نبی نہیں بنایا جائے گا کیونکہ جب نیا نبی تو آنا نہیں تو اس کے بدلہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اجماع سے نوازا اور امت نے بھی سب سے پہلا اجماع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر کیا کہ یمامہ کے میدان میں مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کر کے بتایا کہ مسلمان کسی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی جھوٹے مدعی نبوت کو برداشت نہیں کر سکتے‘ اس لئے کہ خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے علاقہ صنعاء میں پیدا ہونے والے جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی کو قتل کرادیا تھا اور یہ کام اللہ تعالیٰ نے تکوینی طور پر لئے تھے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ رحمت والا نبی جو سب دشمنوں کو معاف کرنے والا ہے لیکن اسود عنسی کو معاف نہیں کرتا بلکہ قتل کرادیتا ہے۔ کیونکہ یہی کام امت کے لئے رحمت تھا کہ کوئی جھوٹا مدعی میری امت کو گمراہ نہ کرے‘ اگر کوئی ایسا شخص آجائے تو وہ واجب القتل ہے اور سیدنا صدیق اکبرؓ نے مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وفاداری کا عظیم ثبوت دیا‘ اسی طرح امت بھی کسی صورت میں جھوٹا مدعی نبوت کو برداشت نہیں کر سکتی۔ مولانا نے قادیانیوں کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ نبوت رحمت ہوتی ہے اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک نبوت رحمت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت رحمت للعالمین ہے اب آپ کی رحمت کے بعد کسی اور کی رحمت کی ضرورت نہیں‘ پھر مولانا نے مثال دے کر فرمایا کہ بارش رحمت ہے لیکن جب زیادہ ہو جائے تو وہی بارش زحمت بن جاتی ہے‘ اسی طرح اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے گا تو یہ دعویٰ زحمت ہوگا نہ کہ رحمت۔ امام مہدی کے مسئلہ پر بات کرتے ہوئے مولانا نے کہا کہ امام مہدی کے بارے میں چالیس سے زائد احادیث صحیحہ موجود ہیں‘ ان کا نام محمدؐ‘ باپ کا نام عبداللہ‘ لقب مہدی ہوگا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے‘ پیدا مدینہ میں ہوں گے اور چالیس سال کی عمر میں مکہ میں ظاہر ہونے کے بعد طواف بیت اللہ کے دوران پہچانے جائیں گے اور جہاد کے لئے لشکر کو تیار کریں گے اور جہاد کرتے کرتے دمشق تک پہنچیں گے جہاں جامع مسجد دمشق میں فجر کی نماز کے وقت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں سے نزول فرمائیں گے اور حضرت امام مہدی کی اقتداء میں نماز فجر ادا کریں گے۔ امام مہدی جہاد بالسیف کے لئے لشکر تیار کریں گے اور جہاد کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں

سے نازل ہوکر دجال کو مقام لد پر قتل کریں گے' جو آج کل اسرائیل کا ایئرپورٹ ہے اور اکثر عیسائی مسلمان ہوجائیں گے جبکہ کچھ یہودی بھی اسلام قبول کرلیں گے' جو اسلام قبول نہیں کریں گے ان کو چن چن کر قتل کردیا جائے گا' پوری دنیا میں صرف اور صرف اسلام باقی رہ جائے گا اور مسلمان ہوں گے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضری دیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کریں گے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کا جواب دیں گے۔

مولانا نے کہا کہ قادیانی کہتے ہیں کہ مہدی اور عیسیٰ (علیہ السلام) ایک ہی ہستی ہیں' یہ ان کا عذر لنگ ہے' حضرت امام مہدی اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام الگ الگ شخصیات کے نام ہیں اور ان کا کام بھی الگ ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال اس دنیا میں رہیں گے امام عادل کی شکل میں' شادی کریں گے' اولاد ہوگی' اور پھر ان پر موت واقع ہوگی' اور روضہ اطہر میں دفن ہوں گے۔ قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیسے زندہ ہیں؟ ان کا یہ سوال باطل ہے' وہ خود زندہ نہیں بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے زندہ رکھا ہوا ہے اور موت زندگی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے' پھر اس کے بعد قادیانی کہتے ہیں کہ اگر وہ زندہ ہیں تو کیا کھاتے ہوں گے؟ مولانا نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نفخ جبرئیل سے پیدا ہوئے ہیں' ان میں ایک صفت ملائکہ کی ہے اور جو ملائکہ کھاتے ہیں وہی آسمانوں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھاتے ہیں' ملائکہ کا کھانا اللہ کا ذکر ہے' تو عیسیٰ علیہ السلام کا کھانا بھی اللہ کا ذکر ہے' کیونکہ جیسا دیس ویسا بھیس۔ قادیانی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر کیسے گئے؟ اور واپس کیسے آئیں گے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نہ وہ خود گئے اور نہ خود واپس آئیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں لے گئے اور اللہ تعالیٰ ہی واپس لائیں گے' جو اس بات پر قادر ہیں۔

مرزا قادیانی کے بارے میں تفصیلات بتاتے ہوئے مولانا نے کہا کہ مرزا کا نام غلام احمد تھا۔ قادیان کا رہنے والا' مغل بیگ قوم سے تعلق رکھتا تھا' اس کا خاندان انگریز کا ٹوڈی تھا' خود مرزا اپنی کتاب تریاق القلوب میں لکھتا ہے: ''میرے باپ نے ۱۸۵۷ء کی جنگ میں انگریز کی حمایت کی تھی۔'' مرزا خود لکھتا ہے کہ میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں۔ مرزا قادیانی میٹرک فیل تھا۔ سیالکوٹ کی کچہری میں ملازم تھا' وہاں اس کی ایک عیسائی پادری سے ملاقات ہوئی اور پھر ملازمت سے استعفیٰ دے کر گھر چلا گیا اور اعلان کیا کہ مجھے ملازمت مل گئی ہے' اس کے بعد بے نام منی آرڈر مرزا کو ملنے شروع ہوئے اور مرزا نے مناظر اسلام کے طور پر عیسائیوں سے مناظرے کرنے شروع کئے اور نام ہوا' پھر اس نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا' کچھ عرصہ کے بعد اس نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا' پھر مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور پھر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی وفات کا اعلان کرکے خود مسیح بن گیا' جس کا تذکرہ کشتی نوح میں کرتا ہے کہ میں پہلے صفت مریم میں رہا' پھر حمل ہوا جو دس ماہ کے قریب رہا' پھر اس سے میں خود پیدا ہوکر مسیح بن مریم بن گیا۔ اس کے بعد اس نے ظلی اور بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کیا' آگے چل کر اس نے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کردیا جس کا اعلان اس نے اپنی کتاب ''دافع البلا'' اور ''ایک غلطی کا ازالہ'' میں کیا اور نبوت کے اعلان کے بعد اس نے جہاد کے حرام ہونے کا اعلان کیا۔ دراصل انگریز کے کہنے پر مرزا نے جہاد کے حرام ہونے کا فتویٰ دیا ہے' اسی لئے اس سے نبوت کا دعویٰ کرایا گیا تھا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر یہ دعویٰ کیا کہ میں خدا بن گیا' کہیں خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا یعنی بے شمار دعوے کرتا چلا گیا لیکن امت مسلمہ نے جیسے پہلے جھوٹے مدعیان نبوت کو تسلیم نہیں کیا' اسی طرح اس کو بھی تسلیم نہیں کیا بلکہ اس کا بھرپور مقابلہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بے شمار قادیانی اندرون اور بیرون ممالک مسلمان ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ قادیانی اب بھی اپنے موجودہ خلیفہ سے بیزار ہیں کیونکہ اس کا کردار اچھا نہیں اور بددیانت بھی ہے۔

مولانا نے مزید کہا کہ ہماری قادیانیوں سے کوئی ذاتی لڑائی نہیں ہے بلکہ ان سے جو اختلاف ہے وہ صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی وجہ سے ہے' مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اب قیامت تک صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کافی ہے کیونکہ اب دین مکمل ہوچکا ہے لیکن قادیانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں اور سادہ لوح لوگوں کو ورغلانے کے لئے کہتے ہیں کہ ہم اس کو نبی نہیں مانتے' حالانکہ مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں دافع البلاء' ایک غلطی کا ازالہ' حقیقۃ الوحی میں واضح طور پر اپنے آپ کو نبی اور رسول لکھا ہے (نعوذ باللہ)

مولانا نے مزید کہا کہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خان محمد صاحب کی طرف سے تمام قادیانیوں کو دعوت اسلام دیتا ہوں اور ان کو غور وفکر کی دعوت دیتا ہوں تاکہ وہ کھلے دل سے اسلام قبول کرلیں۔

☆☆..........☆☆

اخبار عالم پر ایک نظر

حکومت ناموسِ رسالتؐ کے قانون اور حدود آرڈیننس کو چھیڑنے سے گریز کرے: مولانا قاری کامران احمد

اسلام آباد (پ ر) حکومت ناموس رسالتؐ کے قانون اور حدود آرڈیننس کو چھیڑنے سے گریز کرے۔ قادیانی ملک میں سازشیں پھیلانے سے باز رہیں۔ ان خیالات کا اظہار جمعیت علمائے اسلام صوبہ سندھ کے رہنما اور ممتاز خطیب مولانا قاری کامران احمد نے لال مسجد اسلام آباد اور ٹیکسلا میں ختم نبوت کانفرنسوں سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ قاری کامران احمد نے کہا کہ حکومت وقت بخوبی آگاہ ہے کہ مسلمان بھوک اور افلاس تو برداشت کرسکتے ہیں' لیکن ایمان کا سودا کرنا مسلمانوں کے لئے ناممکن ہے۔ ملک میں کلیدی آسامیوں پر قادیانیوں کا تقرر خطرے کی گھنٹی ہے۔ حکومت اقتدار کی خاطر چودہ کروڑ عوام کے مذہبی جذبات سے کھیلنے سے گریز کرے۔ انہوں نے نوجوانوں کو مخاطب کرکے کہا کہ وہ اپنے گردوپیش پر کڑی نظر رکھیں اور قادیانیوں کی سازشوں کو ناکام بنانے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔

ایک عیسائی خاتون کا قبول اسلام

کوئٹہ (رپورٹ: خادم حسین گجر) مسمات سمیہ (پرانا نام صائمہ) دختر یونس نے اپنے مذہب عیسائیت کو چھوڑ کر اسلام کی حقانیت پر یقین کرتے ہوئے مولانا محمد امین استاد مطلع العلوم' قاری محمد عبداللہ منیر خطیب جامع مسجد سنہری و نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ بلوچستان اور مولانا خلیل اللہ خطیب جامع مسجد ابراہیم دیہہ کے ہاتھ پر گواہان و حاضرین کے روبرو اسلام قبول کرلیا۔ بعدازاں جوڈیشل مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوکر اس نے بتایا کہ وہ اپنی مرضی سے بلاجبرواکراہ مسلمان ہوئی ہے۔ اسلام قبول کرنے کے موقع پر حاضرین میں نعمت اللہ درانی' محمد زمان' محمد سرور' حاجی میر محمد' حاجی تاج محمد ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت' حاجی خلیل الرحمن نائب ناظم مجلس' حاجی نعمت اللہ یوسف زئی اور دیگر حاضرین مجلس نے نومسلمہ کی اسلام پر استقامت کے لئے دعا فرمائی اور نومسلمہ کو قبول اسلام پر مبارکباد دی۔

مفتی نظام الدین شامزیؒ اتحاد بین المسلمین کے علمبردار' علم اور جہاد کی تحریک کے سالار تھے: تعزیتی جلسے سے علمائے کرام کا خطاب

کوئٹہ (رپورٹ: حافظ خادم حسین گجر) مفتی نظام الدین شامزیؒ اتحاد بین المسلمین کے علمبردار' علم اور جہاد کی تحریک کے سالار تھے۔ ان کی شہادت عالم اسلام کے لئے عظیم سانحہ ہے۔ ان خیالات کا اظہار ممتاز علمائے کرام نے بدھ کو بعد نماز ظہر مرکزی جامع مسجد میں مولانا مفتی نظام الدین شامزیؒ کی یاد میں منعقدہ ایک تعزیتی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ جلسہ کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی امیر مولانا عبدالواحد نے کی۔ ممتاز عالم دین شیخ القرآن مولانا قاری خلیل احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مولانا مفتی نظام الدین شامزیؒ ایک جید عالم باعمل تھے' جنہوں نے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی کا ہر لمحہ امت مسلمہ میں اتحاد و یکجہتی اور اس کی حمایت و نصرت کے لئے وقف کردیا تھا۔ اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کے خلاف جہاد کا جذبہ ان کی سیرت و کردار اور عمل کا نمایاں ترین پہلو تھا۔ ان کا قتل امریکا اور اسلام دشمن قوتوں کی اسلام اور علمائے کرام کے خلاف سازش کی ایک کڑی ہے۔ امریکا اور اس کے اتحادیوں کی خواہش ہے کہ عالم اسلام میں بالخصوص پاکستان میں مسلم عوام کو شیعہ سنی کی بنیاد پر لڑا دیا جائے۔ پاکستان میں فرقہ وارانہ دہشت گردی اور فرقہ وارانہ صورت حال موجود نہیں ہے۔ لادین قوتیں مفتی نظام الدین شامزیؒ کی شہادت اور کراچی کی امام بارگاہ علی رضا میں بم دھماکے کو فرقہ واریت کا شاخسانہ قرار دے رہی ہیں اور غیر ذمہ دارانہ بیانات دے رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی لابی کی سازش کے تحت امریکا پاکستان میں انسانی حقوق کے حوالے سے امتناع قادیانیت آرڈیننس' توہین رسالت کے قانون اور حدود آرڈیننس کو ختم کرانا چاہتا ہے' لیکن یہ اس کی بھول ہے۔ مسلمان ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار نہیں اور وہ

اپنی جانوں کو رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر نچھاور کر دیں گے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر نے کہا کہ قادیانی عالم اسلام میں جاسوس کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ اسرائیل میں قادیانی مشن موجود ہے۔ حکومت قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کرے۔ جلسہ سے مولانا انوار الحق حقانی، مولانا عبدالواحد، قاری عبدالرحیم رحیمی، مولانا قاری عبداللہ منیر، مولانا عبدالعزیز جتوئی، مولانا غلام غوث آربانوی اور دیگر علمائے کرام نے بھی خطاب کیا۔ آخر میں مولانا مفتی نظام الدین شامزیؒ کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ قبل ازیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن، جامعہ اشرفیہ سکھر کے ناظم اعلیٰ، ممتاز عالم دین، شیخ القرآن حضرت مولانا قاری خلیل احمد بندھانی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے فاضل نوجوان مبلغ حضرت مولانا محمد حسین ناصر کا کوئٹہ اسٹیشن پہنچنے پر شاندار استقبال کیا گیا۔ استقبال کرنے والوں میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے جنرل سیکرٹری حاجی تاج محمد فیروز، مجلس کے نائب ناظم اعلیٰ حاجی خلیل الرحمن، مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا عبدالعزیز جتوئی، روزنامہ جنگ کوئٹہ کے چیف رپورٹر حاجی فیاض حسن سجاد، ناظم صادق دین ایڈووکیٹ اور دیگر کارکنان شامل تھے۔

قادیانی ٹیلی ویژن کی نشریات چلانے والے کیبل آپریٹرز کے لائسنس منسوخ کیے جائیں: حافظ محمد ثاقب

گوجرانوالہ (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تلونڈی موسیٰ خان گوجرانوالہ کا ماہانہ اجلاس مولانا عبدالرشید قصوری کی صدارت میں ہمایوں نصیر کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا۔ اجلاس سے مولانا احمد علی شاہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے مرکزی رہنما حافظ ثاقب نے خطاب کیا۔ حافظ محمد ثاقب نے کہا کہ قادیانی بھولے اور معصوم نوجوانوں کو اپنے چنگل میں پھنسانے کے لئے مختلف حربے استعمال کر رہے ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ قادیانی ٹی وی نشریات کو بند کیا جائے اور ایسے کیبل آپریٹرز کے لائسنس منسوخ کئے جائیں جو قادیانی ٹیلی ویژن کی نشریات چلا رہے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے نئے عہدیداران کا انتخاب

گوجرانوالہ (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کا ایک اجلاس الحاج حافظ بشیر احمد قائم مقام امیر کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں مولانا حکیم عبدالرحمن آزادؒ امیر مجلس کی رحلت کی وجہ سے حافظ بشیر احمد کو امیر، مولانا عبدالقدوس عابد کو سینئر نائب امیر، صاحبزادہ طارق محمود ثاقب، الحاج عثمان محمد ہاشمی کو نائب امیر بنایا گیا۔ اجلاس میں ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزیؒ اور مولانا حکیم عبدالرحمن آزادؒ کی قومی ملی اور دینی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اجلاس میں مفتی نظام الدین شامزیؒ کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کرنے، وزیر داخلہ، گورنر سندھ اور وزیر اعلیٰ سندھ کو ان کے عہدوں سے ہٹانے کا مطالبہ کیا گیا۔ اجلاس سے حافظ محمد ثاقب، قاری محمد یوسف عثمانی، سید احمد حسین زید، مولانا فقیر اللہ اختر، حافظ احسان الواحد، پروفیسر محمد اعظم، پروفیسر حافظ محمد انور، حافظ محمد معاویہ، عثمان محمد ہاشمی، قاری عبدالغفور آرائیں، محمد الیاس قادری اور دیگر نے خطاب کیا۔ اجلاس میں ۹/ستمبر کو ہونے والی ختم نبوت کانفرنس بیاد حکیم عبدالرحمن آزاد کے لئے مختلف کمیٹیاں بھی تشکیل دی گئیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اتحاد بین المسلمین کا واحد حقیقی پلیٹ فارم ہے: حافظ محمد ثاقب

گوجرانوالہ (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی مبلغ مولانا حافظ محمد ثاقب نے کہا ہے کہ تحریک ختم نبوت میں ہر مسلک کے افراد اور قائدین نے تاریخی اور مثالی کردار ادا کیا جس کی وجہ سے مرزائی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ تحریک دفاع ناموس رسالتؐ کے موجودہ مرحلہ پر بھی ماضی کے اتحاد و اتفاق کی ضرورت ہے۔ ہم حکومت کو امتناع قادیانیت آرڈیننس اور قانون توہین رسالت میں کسی قسم کی ردو بدل کی اجازت نہیں دیں گے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے تاجدار ختم نبوت سیمینار کے عنوان سے تبلیغی مرکز جامع مسجد ابن حنبل اہلحدیث گوجرانوالہ میں منعقد ہونے والے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ سیمینار سے پروفیسر ڈاکٹر عبدالحفیظ فاروقی، جمعیت اہلحدیث کے رہنما خواجہ ظہیر الاسلام، مولانا صاحبزادہ فہام اللہ فہیم اور دیگر نے بھی خطاب کیا۔ مولانا حافظ محمد ثاقب نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت ایمان کی اساس ہے۔ اس کا انکار کفر ہے۔ مسلمان اس کے تحفظ کے لئے کسی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اتحاد بین المسلمین کا واحد حقیقی پلیٹ فارم ہے۔ مرزائیت اور باطل مذاہب کی بیخ کنی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا بنیادی مقصد ہے۔

بین الاقوامی اردو ہفت روزہ
”ختم نبوت“ میں اشتہار دے
کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

نعت

مولانا محمد ثانی حسنی

وہ حضور پاک وہ خیرالبشر خیرالانام
ہم خدا کے نام کے بعد آپ کا لیتے ہیں نام

آپ ہیں ختم رسولاںؐ سرگروہِ انبیاء
آپ ہیں عالم کے آقاؐ آپ کا عالم غلام

آپ ہیں شاہِ جہاںؐ شاہ ولاں شاہِ زمن
آپ کے دم سے مہ و سال و شب و دن صبح و شام

آپ کا پیارا تبسمؐ غنچہ و گل کا نکھار
آپ کا روئے منور نازشِ ماہ تمام

آپ کی ہر ہر ادا بے کل دلوں کی ہے بہار
آپ کا دلکش ترنم آپ کا شیریں کلام

آپ کے دم سے ہوا ہر کم نظرؐ عالی نظر
آپ کے دم سے ہوا ناشاد ہر دل شاد کام

دم قدم سے آپ کے ٹوٹا طلسم بولہب
مصطفائی آپ کے دم سے ہوئی عالم میں عام

آپ سے رحمت ملی ہر بے کس و مظلوم کو
آپ کے دم سے ملا عورت کو عزت کا مقام

رحمت عالم بناکر آپ کو بھیجا گیا
آپ کے ہیں ماہ رو آپ کے ہیں مشک فام

آپ ہیں نور سراپاؐ آپ ہیں خلق عظیم
آپ ہیں حسن مجسم آپ ہیں رحمت تمام

آپ نے ہم کو دکھائی راہِ حق راہِ نجات
آپ نے ہم کو بتایا ہے حلال و کیا حرام

اللہ اللہ آپؐ کا رتبہ شب معراج میں
انبیاء ہیں مقتدی اور آپؐ ہیں ان کے امام

آپؐ کا جانا خدا کے پاس عرش پاک تک
بن کے محبوب و مقرب رازدارانہ کلام

آپؐ کی امت کو فرمایا گیا خیرالامم
آپؐ کی امت کو بخشا ہے خدا نے یہ مقام

ہیں محمدؐ اور احمدؐ آپؐ کے پاکیزہ نام
آپؐ پر لاکھوں درود اور آپؐ پر لاکھوں سلام

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب ﷺ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی
سے شائع ہوتا ہے

ختمِ نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرتِ رسولِ آخرینؐ، سیرتِ الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے۔

الحمد للہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے

خریدار بنیئے — بنائیے
اشتہارات دیجئے
مالی امداد فراہم کیجئے

اِنشاءَ اللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے